مسلسل اشاعت کے 57 سال

ماہنامہ

الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

681/ شوال ۱۴۴۳ھ مئی ۲۰۲۲

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ

مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ

مولانا راشد الحق سمیع

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمداللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُر فتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف پانچ کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے اور دارالعلوم کے باضابطہ مستقل سفراء بھی نہیں ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ساڑھے تین ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جا سکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) محمد انوار الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	برانچ کوڈ (0288) اکاؤنٹ نمبر 7-0001-100
نیشنل بینک آف پاکستان نوشہرہ	برانچ کوڈ (0382) اکاؤنٹ نمبر 3048298689
مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ	11240201001102-6
الائیڈ بینک جہانگیرہ	(0123) 0010035363840035

ای میل editor_alhaq@yahoo.com فون نمبر 0923-630435

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسْلِيمًا

جلد نمبر 57

شمارہ نمبر 08

شوال ۱۴۴۳ھ

مئی ۲۰۲۲ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی — منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے تخصص فی الحدیث وعلومہ اور تخصص فی اللغۃ العربیہ کا قیام و افتتاح، وفاقی شرعی عدالت کا سود کے خلاف تاریخی فیصلہ، دارالعلوم کے رکن مجلس شوریٰ الحاج دلاور خان کی جدائی......مولانا حبیب اللہ حقانی ۲
- اہل سنت والجماعت: ایک نجات یافتہ جماعت ....شیخ الحدیث مولانا حافظ انوار الحق ۶
- فقہی و علمی مسائل اور ان کے جوابات.....................افادات: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ۱۳
- اسلاف کے علمی اسفار کی داستان دلنواز.........................مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی ۱۸
- ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات .... مولانا قاضی فضل اللہ ۲۳
- سود کے خلاف تاریخ ساز فیصلہ...جناب عبداللہ گل حمید ۲۷
- ارشادات وملفوظات حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ......................مولانا محمد ایوب انور ۳۰
- جگر کے کینسر کے خلیوں پر شہد اور کلونجی کا اثر......... ڈاکٹر محمود حسن، ڈاکٹر جمال مبروک ۴۰
- سوشل میڈیا سے جڑی نسل اور والدین کی ذمہ داری.......................جناب محمد عاصم حفیظ ۴۵
- مشکلات کے سامنے شکست و ہار ماننا جوانمردوں کا کام نہیں!............مولانا شمس الحق ندوی ۴۷
- خوشامد: ایک معاشرتی برائی ....محمد عاصم قریشی ۵۰
- ماحول کے لئے کچھ سوچئے! ....جناب محمد ابراہیم خان ۵۴
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۷
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۰

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+

ای میل: -------- Email: editor_alhaq@yahoo.com موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔ سالانہ -/500 روپے۔ بیرون ملک $ 40 امریکی ڈالر

پبلشر: **مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور**

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے
تخصص فی الحدیث اور تخصص فی اللغۃ العربیہ کا قیام وافتتاح

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی روزافزوں ترقی دراصل بانی دارالعلوم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے دعواتِ سحر گاہی اور متوارث اخلاصِ کامل کا نتیجہ ہے اس کی ساتھ شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شبانہ روز محنت کا ثمرہ بھی ہے، شیخ الحدیث مولانا محمد انوارالحق مدظلہ کی بھرپور توجہ اور دعوات صالحہ بھی اس کی ترقی کی ضامن ہے، پچھلے سال جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں بحمدللہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے کامیاب انعقاد کے بعد نئے تعلیمی شعبوں تخصص فی الحدیث وعلومہٖ اور تخصص فی اللغۃ العربیہ کا حضرت مہتمم مولانا محمد انوار الحق مدظلہ کی زیر سرپرستی اور حضرت مولانا راشدالحق سمیع مدظلہ کے زیرِ نگرانی اجرا ہوا، جس کی افتتاحی تقریب ۲۳/ مئی ۲۰۲۲ء بروز پیر تخصص فی الحدیث کی درسگاہ میں منعقد ہوئی، تقریب کا آغاز مولانا امجد علی شاہ ابن حضرت مولانا سید شیر علی شاہؒ کی تلاوت سے ہوا۔

تقریب سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ، نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا راشدالحق سمیع مدیر ''الحق'' اور مولانا مفتی مختار اللہ حقانی نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے اس موقع پر شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم میں اس نئے شعبہ جات کے قیام سے بہت دور رس اور مفید اثرات مرتب ہوں گے۔ انہوں نے نئے تخصصات کی افادیت واہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب نے کہا کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ عالم اسلام کا ممتاز دینی و تعلیمی ادارہ ہے اور اس نئے شعبے میں پڑھنے والے طلبائے کرام زندگی کے مختلف شعبوں میں بہتر انداز میں دین اسلام کی موثر طور پر خدمت کرسکیں گے۔ اگر آج مولانا سمیع الحق شہیدؒ زندہ ہوتے تو یہاں اس

نئے شعبوں کے قیام وافتتاح پر بہت زیادہ خوشی ومسرت کا اظہار فرماتے، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے نئے ''تخصصات'' کے قیام کو سراہتے ہوئے اسے وقت کی اہم ضرورت اور شعبہ تعلیم کی کامیابی قرار دیا۔ انہوں نے تخصصات میں شریک طلبہ پر زور دیا کہ ''الحق'' اور حقانیہ کے مزاج ومسلک اعتدال کو سمجھیں اور اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور ماہنامہ ''الحق'' اور موتمر المصنفین کی کتب کا مطالعہ ضرور کیا کریں تاکہ انہیں حقانیت کی روح کو سمجھنے اور اپنانے میں آسانی ہو۔

اس نئے شعبہ جات کے محرک ونگران حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ نے تخصصات کے موضوعات کے بارے میں شرکاء کو بتایا کہ ان تخصصات میں ماہرین فن کے خصوصی لیکچرز بھی ہوں گے جس میں دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ کے علاوہ پاکستان، عالم عرب اور ہندوستان وغیرہ کے جید اکابر علماء، محققین کو اس سال بلایا جارہا ہے نیز درسگاہ میں آن لائن لیکچرز کے لئے انتظامات اور جدید ترین کمپیوٹر لیب بھی مہیا کی گئی ہے، اس موقع پر اجتماعی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ان شاء اللہ آئندہ سال تخصص فی التفسیر و السیرۃ بھی دارالعلوم حقانیہ میں شروع کیا جائے گا۔

یاد رہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں تخصص فی الحدیث شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشورے سے شروع کیا تھا لیکن ان کی رحلت کے بعد یہ شعبہ بند ہوگیا تھا اب بحمداللہ دوبارہ اس شعبے کو بحال کردیا گیا ہے۔

تقریب کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق حقانی صاحب کی دعا پر ہوا، تقریب کے مقررین نے حضرت مولانا راشد الحق سمیع کی اس نئی علمی وتعلیمی کاوش کو سراہا اور انہیں دعائیں دیں، تقریب میں دارالعلوم کے اساتذہ کرام جن میں حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا سلمان الحق، مولانا عرفان الحق، شیخ محسن الرفاعی لبنانی (مشرف تخصص فی اللغۃ العربیہ)، مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی (مشرف تخصص فی علوم الحدیث)، مفتی اجمل غنی، مولانا حزب اللہ حقانی، مفتی یاسر نعمانی، مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع، مولانا بلال الحق، مولانا محمود الحسن، راقم (مولانا) حبیب اللہ حقانی اور دیگر شعبہ جات کے ناظمین بھی شریک تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبوں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے اور یہ گلشن علم وعرفان تاقیامت شاداب وآباد رہے۔ آمین

وفاقی شرعی عدالت کا سود کے خلاف تاریخی فیصلہ

وفاقی شرعی عدالت نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رائج سودی نظام کے خلاف تاریخی فیصلہ سنایا، ۱۹؍سال قبل بھی اس کے خلاف فیصلہ آیا تھا جسے سابق وزیراعظم نواز شریف نے چیلنج کردیا تھا، اس لئے اس پر عمل درآمد نہ ہوسکا، پھر مختلف اوقات میں دینی جماعتوں اور شخصیات کی جانب سے کئی درخواستیں جمع کی گئیں، جس پر بالآخر تین رکنی بینچ نے ۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کو فیصلہ سنایا اور سود لینے پر پابندی عائد کردی اور ویسٹ پاکستان میں منی لانڈرا یکٹ کو بھی خلاف شریعت قرار دے دیا۔ جج کا کہنا تھا کہ معاشی نظام سے سود کا خاتمہ شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے اور ملک سے سود کا خاتمہ ہرصورت کرنا ہوگا۔ عدالت نے موجودہ حکومت کو پانچ سال کا وقت دیا ہے کہ اس عرصے میں ملک کے مالیاتی ومعاشی نظام کو سود سے پاک کردیا جائے اور اسلامی اصولوں کے مطابق سود سے پاک بینکاری نظام کو ملک میں نافذ کیا جائے اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر من وعن عمل کیا جائے۔ مذہبی جماعتوں کی جانب سے اس فیصلے پر ملک کے طول وعرض میں خوشی کا اظہار کیا گیا، مٹھائیاں تقسیم کی گئی یقیناً اس فیصلے پر ہر مسلمان کو خوش ہونا چاہیے، ہمارے اکابر بالخصوص شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے عدالت، سینٹ و پارلیمنٹ وفاقی مجلس شوریٰ اور دیگر مختلف قومی فورمز پر سودی نظام کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے رہے اور کئی دہائیوں سے عدالت میں موجودہ زیرالتواء درخواستوں پر کاروائی کی اپیل کرتے رہے۔ سود کے ہولناک نتائج کے حوالے سے حضرت شہیدؒ کی ایک یادگار تحریر سے اقتباس نذر قارئین ہے: ''سود کی تباہ کاریوں کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ غیرملکی قرضوں کا سود روز بروز بڑھتا جارہا ہے، انفرادی حیثیت سے ہو یا قومی پیمانے پر، سود کا نتیجہ بہرحال استحصال پوری قوم کے افلاس وادبار اور معاشی لحاظ سے دوسروں کی کاسہ لیسی ہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، قومی حیثیت سے تو اس کے اثرات پورے ملک کی اقتصادی اور معاشی بدحالی کی صورت میں اور بھی شدید ہوتے ہیں، اس کے ظاہری فوائد اور منافع اگر کچھ ہوں تو چندروزہ ہوتے ہیں، امریکہ کی مثال لیجئے جس نے سود کے بل بوتے پر پوری انسانیت پر غلبہ اور استعمار کی عمارت کھڑی کی مگر اسی نظام کی بدولت آج اس کا محفوظ سرمایہ صرف آدھا رہ گیا ہے اور اکثر مغربی ممالک معاشی بحران سے دوچار ہیں، کیا اتنے بڑے پیمانے پر اس سے پہلے بھی کبھی ارشادِ خداوندی یمحق اللّٰہ الربوا ''اور اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے'' کی صداقت ظاہر ہوئی تھی؟ (''الحق'' مارچ ۶۹ء)

اب حکومت کی اسلامی آئینی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ عدالت کے فیصلے پر جلد از جلد اقدامات کرے۔

دارالعلوم کے رکن مجلس شوریٰ الحاج دلاور خان خٹک کی جدائی

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے انتہائی مخلص اور مجلس شوریٰ کے قدیم رکن الحاج دلاور خان خٹک آف شیدو ۲۰؍مئی ۲۰۲۲ء کو طویل بیماری گزارنے کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کورونا، فالج اور دل کے عارضے جیسے موذی امراض میں مبتلا تھے، جس کی وجہ سے آپ انتہائی کمزور ہوگئے تھے۔آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے بہت زیادہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، آپ اس گئے گزرے دور میں عقیدت ومحبت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے،ساٹھ ستر برس دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ رہے،دارالعلوم کی نئی عظیم الشان مسجد اور نئے دارالتدریس کی عمارتوں کی تعمیراتی کمیٹی کے آپ سرپرست اور بانی تھے۔کافی عرصے تک آپ تعمیراتی پراجیکٹس کی ہرممکن سرپرستی ونگرانی کرتے رہے اور اس سلسلے میں آپ نے تن من دھن کا محاورہ سچا کرکے دکھایا ،ایک مرتبہ دوران معائنہ آپ کا ہاتھ کٹ گیا تھا اورآپ سے خون لگا تار بہہ رہا تھا لیکن آپ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود اس موقع پر بہت خوش اور شاداں نظرآرہے تھے کہ الحمدللہ مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں مجھے زخم آیا ہے جو روزِمحشر ان شاء اللہ کام آئے گا۔صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود آپ کی شخصیت میں انتہائی سادگی اور تواضع تھی،تکبر وغرور سے آپ کوسوں دور تھے، آپ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں پانچ منزلہ حضرت مولانا عبدالحقؒ ہاسٹل بھی تعمیر کروایا تھا جس کی تہہ خانے میں ایک عظیم الشان لنگر خانہ بھی تھا،آپ نے اپنے دوست پاکستان کے معروف ڈاکٹر کرنل مختار مرحوم کے تعاون سے اسے تعمیر کرایا تھا لیکن تعمیر آپ نے خود بڑی محنت سے کرائی تھی،راقم کو اپنے بیٹے طارق خان کی طرح شفقت ومحبت سے نوازتے تھے،آپ عمر میں میرے دادا جان کی طرح تھے لیکن شفقت کے ساتھ ساتھ دوستانہ محبت سے مجھے نوازتے تھے۔یہ وصف میں نے بہت کم بزرگوں میں دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں ،خوبیوں اور صفات سے نوازا تھا۔

آپ کا جنازہ حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا محمد انوارالحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا،محترم مولانا حامدالحق حقانی صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ نے بھی ان کے جنازے میں شرکت کی۔آپ کی وفات سے خاندان حقانی اس صدمہ پر خود کو تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے ،اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور خصوصاً ان کے صاحبزادوں جناب محمد طارق خان خٹک ومحمد نعیم خان اور داماد الحاج عبدالغفور، جناب بریگیڈئر ریاض، جناب قاضی افضل صاحبان سمیت دیگر تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (امین)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

اہل سنت و جماعت: ایک نجات یافتہ جماعت

الحمدللّٰه وحده والصلاة والسلام علی من لانبی بعده، أما بعد فأعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بسم اللّٰه الرحمن الرحیم يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (ال عمران : ۱۰۶)

و قال النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلم لیأتین علیٰ أمتی کماتیٰ علیٰ بنی اسرائیل خذوالنعل با لنعل حتیٰ ان کان منهم من أتٰی أمهٗ علانیه لکان فی امتی من یصنع ذٰلك وان بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین و سبعین ملة و تفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدۃ۔ قالوا من هی یا رسول اللّٰه؟ قال، ما أنا علیه و أصحابی (ترمذی : ۲٦٤۱)

معزز سامعین! تفسیر الدر المنثور میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اور بعض کے سیاہ ہوں گے، صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یوم تبیض وجوہ، وہ کون لوگ ہیں جن کے چہرے سفید ہوں گے؟ فرمایا، اهل السنة والجماعة پھر پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے؟ فرمایا: أهل البدعة والضلالة چہرے سیاہ ہوں گے اہل بدعت اور ضلالت کے۔

حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے السنة میں سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اهل السنة والجماعة کے چہرے روشن ہوں گے، بدعتی اور گمراہ لوگوں کے (کفر و نفاق اور فسق و فجور سے) چہرے کالے سیاہ ہونگے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا، فرمایا، اہل جماعت اور اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت اور اہل ہویٰ کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلق روایت کرتے ہیں؛

''عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالیٰ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ قالَ تَبْيَضُّ وُجُوه اهل السُّنَّة وَّ تَسْوَدُّ وُجُوه اَهْلِ البِدعَة (درالمنثور ۲/۶۳تحت رقم الآیت؛۱۰۶)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اہل سنت کے چہرے چمکتے ہوں گے اور اہل بدعت کے کالے سیاہ''

اس آیت کی تفسیر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمائی ہے اس تفسیر کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ ہی وہ مذہب ہے جو برحق ہے۔ اس کے علاوہ جو مسلک مذہب اور فرقے ہیں، وہ بالکل غلط ہیں اور ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ امام ابومنصور البغدادیؒ اہل السنۃ والجماعۃ کو ہی صحابہؓ کا حقیقی پیروکار سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' ولسنا نجد اليوم من فرق الأمة من هم علىٰ موافقة الصحابة رضى الله عنهم غير اهل السنة والجماعةمن فقهاء الأمة (الفرق بين الفرق؛الفصل الثانى من فصول هٰذالباب فى بيان تحقيق النجاة لاهل السنة والجماعة۔

(امت کی موجودہ اختلافی حالت میں ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافق اہل السنۃ والجماعۃ فقہائے امت کے سوا کسی اور کو نہیں پاتے۔)

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنے بیٹے جناب حمادؒ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا؛

'' یا بنی ان تتمسك مذهب اهل السنة والجماعة و تتجنب عن اهل الجهالة وذوى الضلالة'' (وصایا امام اعظم مترجم اردو ؛ ۶۲ مطبوعہ کراچی)

(اے میرے بیٹے ! اہل السنۃوالجماعۃ کے مذہب کو مضبوطی سے پکڑنا اور جہالت والوں اور گمراہوں سے دور رہنا) اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور فرمایا:''لیس علیٰ من مات علی السنة والجماعة عذاب القبر ولا شدة يوم القيٰمة(جامع الاخبار ؛۱۶۶) (جس شخص کو اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب پر کاربند رہتے ہوئے موت آئے گی، اسے نہ تو قبر کا عذاب ہوگا اور نہ ہی اس کے لئے قیامت میں سختی ہوگی۔)

مذکورہ بالا حدیث پاک جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر

وہ حالات آئیں گے جو حالات بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ خذو النعل بالنعل، یہ میری امت ان کے نقش قدم پر چلے گی۔ خذو النعل بالنعل کا مطلب ہے کہ جس نے قدم رکھ کر اٹھایا دوسرے نے اس کے نقش پا پر اپنا قدم رکھ دیا اور فرمایا، میری امت پر ایسے حالات ہو جائیں گے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص، حتٰی من کان منھم لیاتینی ، اگر بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص گندہ اور بدبخت ایسا ہے جس نے اپنی ماں سے منہ کالا کیا ہے تو میری امت میں سے بھی ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی ماں کے ساتھ، العیاذ باللّٰہ، زنا کا مرتکب ہوں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان بنی اسرائیل تفرّق، بنی اسرائیل کی امت میں بہتّر (۷۲) فرقے تھے اور میری امت میں تہتّر (۷۳) فرقے بنیں گے کلھم فی النار الّاملّۃ واحدۃ۔ یہ سب جہنم میں جائینگے ماسوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ !من ھو؟ وہ جنت میں جانے والا کون ہوگا؟ فرمایا، ما انا علیہ و اصحابہٖ، فرمایا، جنت میں جانے والا گروہ وہ ہوگا جو میری سنت پر عمل کرے اور میری سنت پر عمل میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھ کر کرے، اپنی طرف سے نہ کرے، میری دین کی وہ تشریح لے اور وہ تشریح کرے جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کی ہے۔ میرے احادیث کا وہ مطلب لے اور بیان کرے جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان کی ہے۔

یہ اھل السنۃ والجماعۃدوکلمات پر مشتمل ہے۔ اھل السنۃ والجماعۃ

ان میں سے پہلاکلمہ ''ما انا علیہ'' یہ اھل السنۃ ہیں اور دوسراکلمہ ''وَ اَصحابی'' یہ والجماعۃ ہے اور وَالجماعۃ سے مراد صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ صحیح مسلک وہ ہے جو اھل السنۃ والجماعۃ کا ہے۔ اس کے علاوہ فرقہ بازی اور فرقہ واریت ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

نشانیاں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب اہل السنۃ والجماعۃ کی نشانیاں پوچھی گئیں تو انہوں نے فرمایا؛ سئل عن انس بن مالك رضی الله عنه عن علامات اھل السنة والجماعة؟ فقال ان تحب الشَّیخینِ و لا تطعن الختنینِ و تَمُسَحَ علی الخُفَّینِ۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مسح علی الخفیس ۵۱۷) کہ اھل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو حضرات (سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے محبت رکھیں، حضرات سیدنا حضرت عثمان ذو النورین اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر طعن وتشنیع نہ کریں اور موزوں پر مسح کریں۔)

صاحب مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ رقم طراز ہیں:

والراسخون فی العلم ای الذین رسخو ای ثبتو او تمکنوا فی العلم بحیث لا تعترضہ شبھة وھم اھل السنة والجماعة۔ (تفسیر مظھری سورہ آل عمران : ٤٤) یعنی اور جو لوگ علم میں پکے اور جمے ہوئے ہیں کہ ان کو کوئی شک و شبہ لاحق ہی نہیں ہوتا یہ لوگ اھل السنة والجماعة ہیں یعنی جو علم میں یوں راسخ ہوئے کہ انہیں کوئی شبہ لاحق نہیں ہوسکتا، وہ اھل السنة والجماعة ہیں، جنہوں نے کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے اور جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر میں سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جو ضیاء امت ہیں، کے اجماع کی پیروی کی۔

حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ حضرت علی ابن حسینؓ ابن علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں؛

" فی الامر بالصّلاة علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و فی ای وقت کان و کیفیة ذٰلك علی اختلاف انواعہٖ والامر بتحسین الصّلاة علیه والترغیب فی حضور المجالس التی یصلی فیھا علیه وان علامة اھل السنة کثرة منھا (القول البدیع محل الصلاة باب الاول)

(اھل السنة والجماعة کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کثرت سے پڑھتے ہیں۔)

وجہ تسمیہ

ہمارا نام اھل السنة والجماعة کیوں ہے؟ بعض لوگ اپنے آپ کو اھل قرآن کہتے ہیں، کوئی اپنے مذہب کا نام اھلحدیث رکھ لیتے ہیں تو بعض لوگ پوچھتے ہیں، کیا قرآن اور حدیث کو آپ نہیں مانتے؟ ہم کہتے ہیں کیوں نہیں! ہم قرآن و حدیث کو بالکل مانتے ہیں اور جو قرآن اور حدیث دونوں یا صرف قرآن یا صرف حدیث کا منکر ہو، وہ تو بالاجماع کافر ہے تو پھر سوال کرتے ہیں کہ جب مانتے ہیں تو پھر اپنا نام اھل قرآن یا اھل حدیث کیوں نہیں رکھتے؟ اھل السنة والجماعة کیوں رکھتے ہیں؟ اب یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ہم کیوں یہ نام رکھتے ہیں؟ ایک بات تو یہ کہ اھل السنة والجماعة وہ نام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لسان مبارکہ سے نکلا ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو اھل قرآن کہتا ہے تو یہ اس کا اپنا بنایا ہوا نام ہے کسی حدیث مبارکہ کے الفاظ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی فرقہ من حیث الفرقہ اپنے آپ کو اھل حدیث کہلاتا ہے تو یہ اس فرقہ کا اپنا انتخاب اور اپنا ودیعت کردہ نام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ پھر محدثین کو کیوں محدثین کہتے ہیں؟ یہ بھی تو کسی نص یا حدیث سے ثابت نہیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ محدثین کو ان حضرات کے انفرادی حیثیت میں محدثین

کہتے ہیں نہ کہ فرقہ کی حیثیت میں۔ دوسری بات یہ کہ محدثین کو اہل حدیث کہنا صرف عرفی نام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص علم حدیث کا ماہر ہے۔

اسی طرح مفسر قرآن یعنی علم القرآن کے تفسیر کا ماہر، نہ تو یہ کوئی گروہ ہے نہ مسلک اور نہ ہی مذہب۔ جیسا کہ مؤرخ یعنی فن تاریخ سازی میں ماہر۔ اہل شعور یا اہل الرائے وغیرہ تو یہ بالکل ایک الگ بات ہے اور اس کا کسی فرقہ یا گروہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ علوم دینیہ میں ہر شخص کی انفرادی قابلیت ہے چنانچہ ماہر فی الحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محدث کہنا یا ماہر فی علوم القرآن کو اہل قرآن کہنا ایک علیحدہ بات ہے لیکن کسی شخص کو کسی خاص فرقہ کے اتباع میں اہل حدیث کہنا جسے خود اس بات کا بھی علم نہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کیوں کہتا ہے، یہ ایک علیحدہ بات ہے جو کہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ حدیث سے جو ثابت ہے وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔

فرقوں میں بٹنا ممنوع ہے

اللہ رب العلمین کا ارشاد فی القرآن عالیشان ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آل عمران؛۱۰۵)

''اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آچکی ان کے پاس روشن نشانیاں''

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں اس سے مراد یہودی ہیں جو بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور بینات سے مراد واضح اور قطعی دلائل ہیں یعنی محکم آیات، احادیث متواترہ جو انبیائے کرام علیہم السلام سے محکم انداز میں مروی ہوں، اب اس صریح حکم قرآن کے باوجود اگر کوئی مسلمانوں میں فرقہ بازی کرتے ہیں تو یہ ان کی نفسی پرستی پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے اور کچھ نہیں۔

حیرتناک بات

یہاں پر ایک حیرت کی بات بتا دوں کہ جو اپنے آپ کو من حیث الفرقہ اهل حدیث کہتے ہیں، وہ کیسے اہل حدیث ہیں؟

اس بارے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' میں لکھتے ہیں؛

''اہل حدیث کیوں اہل حدیث ہیں؟ اہل حدیث لقب چونکہ پسندیدہ ہے۔''

اسی کتاب میں موصوف مزید رقمطراز ہیں: ''......بلکہ (مقلدین) سردست حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں تاویل چھوڑ دیں گے کہ اللہ جانے یہ حدیث کیسی ہے صحیح ہے یا غیر صحیح؟ پھر اگر صحیح ہے تو منسوخ ہے یا غیر منسوخ وغیرہ ذٰلک من عذرات البارده مگر ''اھلحدیث ''کو ان باتوں کا خیال تک بھی نہیں آئے گا۔ پس وہ یہی بناء ہے جس کی وجہ سے اہل حدیث تو اہل حدیث کہلانے کے مستحق ہیں لیکن مقلدین نہیں۔'' (اہل حدیث کا مذہب جدید ایڈیشن ص؛۹۷،۹۸)

میرے ناقص علم کے مطابق یہ معلوم نہیں کہ کس نے یہ لقب (اھل حدیث) اور کس کے لئے پسند کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یا کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ اس کے متعلق صاحب کتاب نے مذکور نے کچھ بھی ارشاد نہیں فرمایا جبکہ اھل السنة والجماعة حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ اہل حدیث (جیسا کہ درج بالا اقتباس سے عیاں ہے) ناسخ ومنسوخ جو کہ نہایت اہم اور مستحکم اصول حدیث میں سے ہے، کو کوئی اہمیت اور فوقیت نہیں دیتے۔ نہ صرف علم الحدیث سے متعلق بلکہ قرآن کریم میں بھی ایسے احکامات ہیں جو مسنوخ التلاوة تو نہیں لیکن منسوخ الحکم ہیں۔

اہلحدیث کا جو معنی بنتا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے والا تو جب لسان مبارکہ فخر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اھل السنة والجماعة کے الفاظ ثابت ہیں تو بجائے اھل قرآن یا اھل حدیث نام کے اس حدیث مبارکہ پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اس خوبصورت نام کو کیوں نہیں مانتے؟ ہم تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کو بھی مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کئے گئے نام کو بھی مانتے ہیں، نیز اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں، الحمدللہ ہم ہیں ''اھل السنة والجماعة''

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں آپ کی وراثت میں سے کیا پاؤں گا؟ فرمایا، ما ورثت الأنبیاء من قبلی جو کچھ مجھ سے پہلے انبیاء اپنی وراثت میں دیتے رہے وہی تم بھی پاؤ گے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا، ما ورثت الانبیاء من قبلك؟ آپؐ سے پہلے انبیاء اپنی سنت میں کیا چھوڑتے رہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کتاب ربّھم و سنّت نبیّھم ان کی پروردگار کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت۔

وضاحت

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خلفائے راشدین اھل السنة والجماعة تھے۔ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اھل السنة کی تعریف کرتے

ہوئے فرمایا؛ اما اهل السنة فالمتسکون بما سنة اللّٰه لهم و رسولهٖ......و أما الجماعة فاما ومن اتبعنی اهل السنة وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح طریقہ پر چلنے والے ہوں گے اور الجماعۃ سے وہ لوگ مراد ہیں جو میرے نقش قدم پر چلنے والے ہونگے۔

فرقہ ناجیہ کون؟

اس بات میں آپؓ نے واضح کیا کہ اهل السنة والجماعة فرقہ ناجیہ ہے۔حضرت علیؓ کی یہ وصیت بھی دیکھئے! جس میں آپؓ نے توحید کے ساتھ سنت کا دامن تھامنے کی تاکید فرمائی ہے۔

وصیتی لکم ان لا تشرکوا بالله شیئا و محمد فلا تضیعوا سنتهٖ اقیموا هٰذین العمودین واوقدوا هٰذین المباحین وخلاکم ذم (البلاغة ص؛٦٦٨ وصیت ٢٣)

''تمہیں میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع اور برباد نہ کرنا ان دونوں ستونوں کو قائم کئے رہنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا بس برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔''

ایک دفعہ فرمایا، واستنوا بسنة فانها اهدی السنن (نهج البلاغة ص؛ ٣١٦، خ؛١٠٨)

اور تم لوگ نبی کی سنت پر چلو کہ وہ تمام طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔

(حضرت علیؓ ج؛دوم ص؛۳۴۹)

سرمایہ ملت کے عظیم نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۰۳۴ھ) نے فرمایا؛ ''منعم حقیقی کا شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اهل السنة والجماعة کی آرا کے مطابق عقائد کو درست کیا جائے اس کے بعد اس عالی قدر جماعت کے مجتہدین کی تحقیقات کے مطابق شرعی احکام پر عمل کرے۔''

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی رحمت خاص میں داخل فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی اور اس میں ہمیشہ رہنا ایک مستقل نعمت ہے اور ہم سب کو قرآن اور سنت پر باعمل ثابت قدم رکھے اور جملہ مسلمانان عالم کو ہدایت کامل نصیب فرما کر امت مسلمہ کو متحد اور متفق بنا کر فرقہ واریت کے شر کے ساتھ ساتھ قادیانیت ، پرویزیت اور غامدیت کے فتنوں اور شرور سے بھی محفوظ و مامون فرما دے۔

(و صلی اللّٰه تعالیٰ علی خیر خلقهٖ محمد و آلهٖ و اصحابهٖ اجمعین)

مرتب: حافظ خرم شہزاد

فقہی و علمی مسائل اور ان کے جوابات

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز کی نگرانی وسرپرستی میں شائع ہونے والے شہرۂ آفاق مجلّہ ہفت روزہ ''خدام الدین'' میں ۶۰ء کی دہائی میں ''فقہی و علمی مسائل اور ان کے جوابات'' کے عنوان سے ادارہ ''خدام الدین'' کے نام جو فقہی و علمی مسائل آتے حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ اُن میں سے بعض سوالات کے جوابات تحریر فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک چلتا رہا، مختلف دینی وشرعی، علمی وفقہی، تاریخی وسیاسی مسائل پر مدلل انداز کے ساتھ جوابات شائع ہوتے رہے۔ ''خدام الدین'' لاہور کی قدیم فائلوں میں یہ سوالات ایک تاریخی ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں جسے ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ سے مشاورت کے بعد افادۂ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (مرتب)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام وظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان

سوال: حسب ذیل مسائل کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد سے آگاہ فرمادیں۔

(۱) کیا امام مہدی آخرالزمان حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہوں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ احادیث نبویہ کی روشنی میں حضرت مہدی کے امام حسینؓ یا امام حسنؓ کی اولاد سے ہونا بیان فرمادیں۔

(۲) حضرت مہدی کب اور کہاں پیدا ہوں گے؟ ان کا اسم مبارک اور ان کے والدین کے اسم مبارک، ان کے بارہ میں آوازِ غیب اور مختصر حالات مہدی وحضرت عیسیٰ علیہ السلام تحریر فرمادیں۔

(۳) نازل ہونے والے حضرت عیسیٰؑ سے عیسیٰؑ ابن مریم مراد ہیں یا کوئی اور عیسیٰؑ؟ کیونکہ آج کل کئی مسیح موعود بنے پھرتے ہیں۔ (المستفتی: امیر حسین، سرگودھا شہر)

الجواب و باللہ التوفیق:

(۱) حضرت مہدی کا فاطمی اور خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہونا احادیث قویہ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اکثر روایات میں حضرت مہدی کے بارہ میں رَجُل مِنْ اَھْلِ بَیْتِی ''میری اولاد میں سے ہوگا'' کے الفاظ موجود ہیں ۔ترمذی شریف جلد دوئم صفحہ ۴۶ میں متعدد روایات ہیں نیز ابوداؤد کی روایت میں عن سلمةؓ قالت سمعت رسول صلی اللّٰہ علیه و سلم یقول المهدی، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو من عترتی من اولاد فاطمة (مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰، بروایت ابوداؤدشریف) یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت مہدی نسباً سید اور فاطمہ الزہرا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعة اللمعات شرح مشکوٰة میں تحریر فرمایا ہے کہ اس بارے جو متعدد روایات وارد ہوئی ہیں وہ معناً حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں، حضرت مہدی علیہ السلام والدہ ماجدہ اور والد ماجد دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ والدین میں سے ایک سلسلہ حضرت امام حسنؓ اور ایک حضرت امام حسینؓ سے ہوگا، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی ہیثمیؒ نے بھی یہی تصریح فرمائی ہے۔

(۲) (حضرت امام مہدی کے اجمالی حالات) حضرت مہدی کے علاماتِ ظہور، ان کے حالات، شکل وشباہت اور شمائل وعادات احادیث نبویہ میں مفصلاً مذکور ہیں ۔حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے علاماتِ قیامت کے ضمن میں ان چیزوں کو مفصل اور یکجا جمع کیا ہے، اس رسالہ کی بنیاد آیاتِ قرآنیہ اور مستند احادیث نبویہ پر ہے۔ یہاں ان کے رسالہ ''علاماتِ قیامت'' سے اجمالاً مختصر حالات نقل کیے جاتے ہیں: ''حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامات یہ ہوں گی کہ اس سے قبل ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی هذا خلیفة الله مهدی فاستمعوله و اطیعوا ''یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنو اور مانو''۔اس آواز کو اس جگہ تمام خاص وعام سُن لیں گے، حضرت امام سید اور اولادِ فاطمہ سے ہوں گے، آپ کا قد وقامت ودرے لمبا چُست ، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوگا نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہوں گے، آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی، خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظّمہ چلی آئیں گی۔ شام ، عراق اور یمن کے اولیائے کرام اور ابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک

عرب کے بے انتہاء آدمی آپ کی افواج میں داخل ہوجائیں گے اور اس خزانہ کو (جو کعبہ میں مدفون ہے جس کو تاج الکعبۃ کہتے ہیں) نکال کر آسمانوں میں تقسیم فرمائیں گے (آگے مفصیل حالات ہیں) یہاں تک کہ دجال کے دمشق پہنچنے سے قبل حضرت امام مہدی آچکے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا، لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے سے جلوہ افراز ہوکر آواز دیں گے کہ سُلّم (سیڑھی) لے آؤ! پس سیڑھی حاضر کی جائے گی، آپ اس کے ذریعہ سے فروکش ہوکر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع، خوش خلقی کے ساتھ پیش آئیں گے (صحیح مسلم وغیرہ) اور فرمائیں گے ''یا نبی اللہ! امامت کیجئے!'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اقتداء کریں گے (اس کے بعد دونوں اکٹھے ہوکر دجال کا مقابلہ اور کفر وضلالت کا استیصال کریں گے) تمام زمین امام مہدی کے عدل وانصاف کے چمکاروں سے منور اور روشن ہوجائے گی۔ ظلم وتشدد کی بیخ کنی ہوگی۔ آپ کی عمر انچاس (۴۹) سال ہوگی، بعد ازاں حضرت امام مہدی کا وصال ہوجائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمادیں گے، اس کے بعد تمام چھوٹے چھوٹے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام چالیس سال رہے گا۔''

یہ تمام حالات صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ تفصیل کے لیے شاہ رفیع الدینؒ کی ''علاماتِ قیامت'' دیکھئے! واللہ اعلم!

(۳) اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے، بے شمار نصوصِ قطعیہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے، اس میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں، نزولِ عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارہ میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ علمائے کرام اور محدثین نے انہیں مستقل طور پر کتابوں میں جمع کیا ہے۔

حضرت علامہ العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس موضوع پر عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام اور التصریح بماتواتر نزول المسیح (مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) میں حیاتِ مسیح، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو محققانہ انداز میں ثابت کیا ہے کہ تمام روایات اور احادیث معناً تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ رہا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مراد ابن مریم ہیں یا کوئی اور عیسیٰؑ! تو

اس بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث نزولِ عیسیٰؑ میں صرف ابن مریم کہہ کر ان دجالین اور کذابین کی جڑ کاٹ دی ہے۔ ’عیسیٰ‘ کا لفظ اکثر روایات میں نہیں تاکہ کل کوئی دجال اس نام سے غلط فائدہ نہ لے سکے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشك من ان ینزل ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة وینفیض المال حتی لا یقبل احد(حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص۴۷۹، بحوالہ مسلم وترمذی جلد۲ ص۴۶)

’’فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے رب کی، قریب ہے کہ مریم کا بیٹا تم میں اتریں جو عادل، منصف فیصلہ کرنے والے ہیں، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کرکے کفار سے جزیہ قبول کرنے کے احکام صادر کردیں گے۔ مال و دولت کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔‘‘

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے:

قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم۔متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص۴۸۰)

’’اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریمؑ تم میں نازل ہوں گے اور تمہارے امام (مہدی) تم ہی میں سے ہوں گے۔‘‘

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

قال فینزل عیسیٰ بن مریم۔(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف)

’’فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔‘‘

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم اناوعیسیٰ بن مریم من قبرٍواحدٍ بین ابوبکر وعمر (مشکوٰۃ باب نزولِ عیسیٰ)

’’حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام بن مریم زمین میں نازل ہوں گے، شادی کریں گے اوران کی اولاد بھی پیدا ہوگی اور ۴۵ سال تک ٹھہریں گے۔ پھر وفات پا کر میرے پہلو میں دفن ہوں گے، پھر قیامت کے دن مَیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکٹھے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھیں گے۔''

اس کے علاوہ کئی احادیث ہیں جن میں ابن مریم (مریم کے بیٹے) کی تصریح موجود ہے، اور نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں از اول تا آخر علامات بیان کی گئی ہیں۔ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسیح موعود یا مہدی آخرالزمان ہونے کا دعویٰ کرے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانِ علامات سے ہٹ کر کوئی شخص مہدی یا نزول مسیح موعود یا دجال وغیرہ واقعات کے بارہ میں قیاس آرائیاں کرے تو اسے مجنون کی بَڑ سے زیادہ وقعت نہیں دینی چاہئے۔

رہاامام ابن حسن عسکری کا مہدی موعود ہونا اہلسنت والجماعت کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں۔شیعوں نے ابتدائے خروج مہدی کے بارہ میں از خود ائمہ عظام اہل بیت کو منسوب کرا کر قیاس آرائیاں کی ہیں جو ہمیشہ غلط ثابت ہوئی ہیں۔شیعہ کتب میں مذکور ہے کہ:

(۱) ائمہؒ نے ۷۰ھ میں خروج مہدی کا وعدہ کیا تھا مگر وہ پورا نہ ہوا (نصیحۃ الشیعہ جلد۲ بحوالہ صافی شرح کافی)

(۲) امام جعفر صادقؒ خود مہدی ہونے والے تھے مگر نہ ہوئے۔(نصیحۃ الشیعہ جلد۲،ص۲۳۸)

(۳) امام موسیٰ کاظم نے خروجِ مہدی کیلئے ۲۰۰ھ مقرر کیا تھا وہ بھی پورا نہ ہوا۔(نصیحۃ الشیعہ جلد۲،ص۲۳۸)

یہ روایات اور یہ خروج مہدی کے اوقات کا تعین ائمہ کے نام پر شیعوں کی ارتداد سے روکنے کیلئے گھڑے گھڑے جاتے رہے کہ مہدی کا ایک وقت مقرر ہے اور بہت جلد آنے والا ہیں چنانچہ حسب روایات کتب شیعہ خود امام باقرؒ نے ان کی تردید وتکذیب کی ہے۔

اصولِ کافی کی روایت ہے:

عن الفضل بن یسار عن ابی جعفر علیه السلام قالت قلت هذاالامر وقت فقال کذب الوقاتون کذب الوقاتون (نصیحۃ الشیعہ جلد۲،ص۲۳۸ بحوالہ اصولِ کافی)

''فضل بن یسارؒ امام باقر سے روایت کرتاہے کہ میں نے پوچھا کہ کیا اس امر (خروجِ مہدی) کے لیے کوئی وقت مقرر ہے۔ امام نے تین مرتبہ فرمایا کہ جھوٹ بولا تھا وقت مقرر کرنے والوں نے''۔(خدام الدین۔جون ۱۹۶۳ء)

مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی *

اسلاف کے علمی اسفار کی داستان دلنواز

علوم وفنون کا بیش بہا خزانہ ہم تک یونہی نہیں پہنچا، ان کو جمع کرنے میں ہمارے اسلاف نے بے پناہ صبر، استقامت، جانکاہی اور دلسوزی کا ثبوت دیا ہے، راہ طلب کی صعوبتوں، مشقتوں کو جھیلا اور طلبِ علم میں خاندان ووطن کو ترک کیا، برسوں در، در کی خاک چھانتے رہے اور سرمایہ علم وفن جمع کرتے رہے۔ آج کے طلبہ عزیز اور عام وخاص مسلمانوں کیلئے ان نفوسِ قدسیہ کی داستانِ دلنواز باعث فخر وناز اور عزم وحوصلہ کو جواں کرنے کا سبب ہوگی۔ مستند مصادر ومراجع میں بکھرے واقعات کو تلاش کرکے ہم نے یہ علمی گلدستہ تیار کیا ہے، جس کو نذر قارئین کررہے ہیں۔''

حافظ حدیث ابوعبداللہ محمد بن مندہؒ کے علمی اسفار (ولادت ۳۱۰ھ، وفات ۳۹۵ھ)

حافظِ حدیث شیخ ابوعبداللہ محمد بن مندہؒ محدثین کبار اور ثقہ رواۃ میں سے ہیں، تفسیر وحدیث، فقہ وتاریخ اور علومِ اسماء الرجال کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں، ان کی جلالت شان اور رفعت مکان کا اعتراف علومِ تفسیر وحدیث کے شیوخ وحفاظ نے کیا ہے، علمی طبقہ میں حافظ ابن مندہؒ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں اور دنیا کی سیاحت، علوم وفنون کی تحصیل میں مسلسل سرگرداں رہنے کی وجہ سے جوالة الارض کہلاتے ہیں۔ کثرت تصانیف وتالیفات میں اپنا امتیازی مقام رکھتے ہیں اور احادیث کی کتابت کرکے محفوظ رکھنے میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں، ہزاروں صفحات خود اپنے ہاتھوں سے لکھے، جن شیوخ کی خدمت میں سماعت حدیث کے لیے حاضر ہوتے ان کی مرویات کو قلم بند کرلیتے تھے، خود ان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے شیوخ کی روایات کو سن کر پانچ ہزار صن تحریر کیے (صن، صاد کے زیر اور زبر کے ساتھ ایک صن کاغذ کے دس بڑے اجزا پر مشتمل ہوتا ہے) جب اپنے طویل تر علمی اسفار سے واپس آئے تو ان کے ساتھ کتابوں کا چالیس بنڈل تھا، حافظ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ میں نے مشرق ومغرب کا دو مرتبہ چکر لگایا۔

حافظ ابن مندہؒ نے اپنے وقت کے تمام شہرۂ آفاق ائمہ کبار اور محدثین ومجتہدین سے شرف

---

* نامور مصنف اعظم گڑھ، انڈیا

ملاقات حاصل کیا اوران کے بحارعلوم وفنون سے جرعہ کشی کی، طلب کی راہ میں نکلے تو ہرقسم کی تکالیف کا صبر واستقامت کے ساتھ سامنا کیا، بھوک وپیاس اور صعوبت ومشقت برداشت کی مگر تحصیلِ علم کا ایک سودا سر میں سمایا تھا، نہ رات کو رات جانا نہ دن کو دن، بس جنون علم تھا، جو بادیہ پیمائی پر برانگیختہ کرتا تھا، جس علاقہ یا ملک میں کسی شیخ کا چشمہ فیض جاری ہوتا، وہاں سیراب ہونے کیلئے پہنچ جاتے تھے، محققین نے ان کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد ایک ہزار سات سو سے متجاوز بتائی ہے۔

غور کیجیے! یہ اس زمانہ کی بات ہے، جب آمدورفت کے وسائل محدود تھے، جنگل وبیاباں کی بھرمارتھی، ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر جان جوکھم میں ڈالنا تھا پھر آج کی طرح مدارس وجامعات کا جال بھی نہیں بچھا تھا، محدثین وعلمائے کرام عام طور پر اپنے شہروں اورقصبات کی مساجد یا اپنی قیام گاہ میں درس دیتے تھے، قیام وطعام کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا تھا مگر طالبین وشائقین کا ہجوم پروانہ وارعلوم وفنون کی ان شمعوں پر ٹوٹتا تھا، سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ حاضرِ درس ہوتے تھے، اُنھیں میں ابن مندہؒ جیسے غریب الوطن طلبہ بھی شامل ہوتے تھے، جو اپنے قیام وطعام کا انتظام خود کرتے تھے۔

ذرا حافظ ابن مندہؒ کی جانفشانی کا تصور کیجیے! درس کے ان حلقوں میں پہنچنا، درس سننا، یاد کرنا اورلکھنا پھر ان سب کو لے کر دوسرے لمبے سفر پر روانہ ہوجانا، دوسرے شیخ کے حلقہ درس میں شریک ہونا اور وہاں پر بھی انھیں معمولات کا اعادہ کرنا، قیام وطعام کا نظم کرنا، کتنے سخت مراحل طے کرتے تھے، تحصیل علوم کی اس لگن کی مثال ہمارے اسلاف کے سوا کون پیش کرسکتا، ابن مندہؒ کے شیوخ واساتذہ کی کثیر تعداد ان کے عزم وحوصلہ اورشوق طلب کی گواہی دیتی ہے کہ وہ آسمانِ علم وفن کے درخشاں ستاروں اور بحرِ تفسیر وحدیث کے شناوروں کی قدر ووقعت پہچانتے تھے، ان کے جواہر پاروں سے اپنے دامن مراد کو بھرلینا چاہتے تھے، ورنہ علوم اسلامیہ کا گرانقدر ذخیرہ ہم تک نہ پہنچ پاتا۔

حافظ ابن مندہؒ نے اپنا پہلا علمی سفر بیس سال کی عمر میں ۳۳۰ھ میں کیا تھا، نیشاپور پہلی منزل تھی، کئی سال تک علمائے نیشاپور کے حلقاتِ درس میں شرکت کرتے رہے، جب ہرممکن طورعلمی تشنگی بجھائی تو ۳۶۱ھ میں بخارا روانہ ہوئے، وہ علماء ومحدثین کا مرکز بنا تھا، وہاں خوب خوب سیراب ہوئے اس کے بعد دوسرے شہروں کا سفر شروع کیا، دَردَر کی خاک چھانتے ہوئے ۳۷۵ھ میں گھر واپس ہوئے۔ ۵۶ سال کا سِن تھا، جب گئے تھے تو جوان رعنا تھے، واپس آئے تو بوڑھے تھے، پینتالیس سال کا عرصہ کم نہیں ہوتا جو غریب الوطنی میں بسر ہوا، تقریباً نصف صدی تک کمال علم پیدا کرتے رہے، تبھی تو یگانہ روزگار بنے۔

طلب کی راہ میں گر جستجو دی نہیں ہوتی　　　قسم خدا کی، خدا آگہی نہیں ہوتی

ان کے صاحبزادے شیخ ابوزکریا بن حافظ ابن مندہؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا عبداللہؒ کے ساتھ نیشاپور جارہا تھا، جب بیرمجہ نامی ایک جگہ پر پہنچے تو چچا نے کہا: میں اپنے والد کے ہمراہ خراسان سے لوٹ رہا تھا، جب اس مقام پر پہنچے تو ہم نے اچانک چالیس بڑے بڑے گٹھر رکھے دیکھے، گمان ہوا کہ کپڑوں کے پارسل ہیں پھر جب قریب پہنچے تو خیمہ میں ایک شیخ کو دیکھا، جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ تمہارے والد حافظ ابن مندہؒ تھے، قافلہ والوں میں سے کسی نے گٹھروں کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا ان میں وہ متاعِ خاص ہے، جس سے اس زمانہ کے لوگوں کو بہت کم رغبت ہے، یہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعے ہیں، شیخ ابوزکریاؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد چچا جان شیخ عبداللہؒ نے کہا کہ جب میں واپس خراسان سے وطن آرہا تھا تو میرے پاس بھی بیس بڑے گٹھر تھے تمہارے والد کی پیروی میں، میں نے بھی بیرمجہ میں قیام کیا تھا۔(بحوالہ تذکرۃ الحفاظ للذهبی ج۳)

امام ابن نجّار بغدادیؒ کے علمی اسفار (ولادت ۵۷۸ھ، وفات ۶۴۳ھ)

علومِ نبویہ کی تحصیل اور فنِ حدیث کی تکمیل میں غریب الوطنی اختیار کرنے اور کثرت اسفار کی مثال قائم کرنے والوں میں محدث زمانہ، مورخ اسلام، رئیس القراء، حافظ حدیث نجب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود ابن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں، محدثین کے حلقوں اور قراء کے زمرہ میں ابن نجار بغدادیؒ کا پایہ بہت بلند ہے، علمائے کرام میں امام ابن نجار بغدادیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ستائیس سال تک راہِ طلب میں سرگرداں رہے اور ''طوّاف الارض'' کہلائے، عمرِ عزیز کا دسواں سال تھا کہ حدیث نبوی کی سماعت شروع کی، پندرہ سال کی عمر میں شاہراہ علم کے راہ رو بن چکے تھے، ائمہ احادیث اور فقہائے عصر کے علمی مراکز ان کے پڑاؤ تھے، ان کی علمی سیاحت کا دائرہ بہت وسیع ہے اپنے عہد وزمانہ کے ماہرین علم وفن اور ائمہ حدیث وفقہ سے کسبِ فیض کی دُھن، ہمہ دم ان کو متحرک وسرگرمِ سفر رکھتی تھی، سماعتِ حدیث کے ساتھ ساتھ کتابت کا بھی معمول تھا، اپنے وقت کے تمام مروجہ علوم وفنون میں رسوخ رکھتے تھے۔

امام یحییٰ بن بوشؒ، محدث عبدالمنعم بن کلیبؒ اور علامہ ابن الجوزیؒ جیسے یکتائے زمانہ، ائمہ ومحدثین کے منہل علم سے جی بھر کر سیراب ہوئے اور مختلف شہروں کے علماء وشیوخ سے ملاقات کر کے ان سے کسب علم کرتے تھے، اصفہان کا سفر کیا تو شیخ عین الشمس ثقفیہؒ سے استفادہ کیا، وہاں سے رختِ سفر باندھا تو نیشاپور پہنچے اور شیخ الاسلام موبدؒ کی خدمت میں رہ کر تحصیلِ حدیث کرتے رہے، جب وہاں سے روانہ ہوئے تو ہرات منزل تھی، جہاں امام ابوروحؒ کا دریائے علم وفن رواں تھا، اس سے

اپنی تشنگی بجھائی پھر علماء وفقہائے مصر وشام کی بارگاہ علم میں حاضر ہوئے اور برسوں فیض اٹھاتے رہے، اسی کے ساتھ تفسیر وحدیث اور فقہ وتاریخ کا علمی ذخیرہ جمع کرتے رہے، کتابت کا معمول تھا ہی، فن قرأت میں بھی درجہ کمال کو پہنچے، بلادِ اسلامیہ کا کوئی معروف شہر نہیں بچا، جہاں کہ امام ابن نجارؒ کے قدم نہ پڑے ہوں اور وہاں کے علماء وقراء اور فقہاء سے فیض نہ اٹھایا ہو۔

ان کے نابغہ روزگار شاگرد رشید ابن السباعیؒ کا کہنا ہے کہ میرے شیخ امام ابن نجار بغدادیؒ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد تین ہزار ہے اور یہ سب پورے بلادِ اسلامیہ میں لولوء ومرجان کے مثل بکھرے ضوفشانی کررہے تھے، جس کی زندگی کے ستائیس قیمتی ماہ وسال راہِ طلب میں گذرے ہوں وہ اپنے سرمایہ علم کو محفوظ رکھنے کی کتنی فکر کرے گا، ہم خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ امام ابن نجار بغدادیؒ نے بھی اپنے پیش رو ائمہ کی طرح تحصیل علم میں ہر قسم کے شدائد ومصائب اور مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا، کوہِ بیاباں کی خاک چھانی، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار، سماعت حدیث کے لیے جان کا ہی ان کا شیوہ تھا، پھر ان کو ضبط تحریر میں لانا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی ودینی میراث ان کی امت تک پہنچا سکیں، امام ابن نجار بغدادی تصنیف وتالیف میں مصروف رہے، وہ کثیر التصانیف عالم وفاضل امام ہیں، ان کی تالیفات: تفسیر وحدیث تاریخ وفقہ اور سیر وانساب ہر موضوع پر ہیں، ان میں سے چند مشہور معروف تصنیفات یہ ہیں: (۱) کتاب کنزالامام فی السنن والاحکام (۲) النساب المحدثین الی الآباء والبلدان (۳) کتاب العوامی (٤) الکمال فی الرجال (٥) مناقب الامام الشافعی وغیرہ (تفصیل کیلئے دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج٤، وفیات الاعیان لابن خلقان، صفحات من صبر العلماء لابی عبدالفتاح ابی غدۃؒ)

شیخ ابوالحسن القطان قزوینیؒ کے علمی اسفار (ولادت ۳۱۰ھ، وفات ۳۵۹ھ)

محدثین کرام کی فرخ انجام صفت میں ہمہ گیر شہرت وعزت کے حامل شیخ ابوالحسن القطان قزوینیؒ کا نام بھی شامل ہے، آپ افریقہ کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور اپنے صلاح وتقویٰ، دیانت وامانت، نحو وصرف اور لغت کے علاوہ علوم وتفسیر وحدیث میں ملکہ ومہارت کے سبب محدثِ قزوین کہلاتے ہیں۔ علمائے کرام اور محدثین عظام ان کا نام ادب واحترام سے لیتے ہیں، محدث قطان نے سنن ابن ماجہ کی سماعت براہ راست امام ابن ماجہؒ سے کی ہے اور بلاواسطہ ان سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بھی کی ہے، جب کہ خود امام قطانؒ سے روایت کرنے والے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، اُنھیں تلامذہ میں ایک روشن نام امام ابوالحسن احمد الفارسی القزوینیؒ کا ہے۔

امام قزوینیؒ بھی وادی علم کے سیاح ہیں، ان کی زندگی کے قیمتی لمحات محدثین عصر اور ائمہ زمانہ کی جوتیاں سیدھی کرنے اور ان کے بحار علوم وفنون سے جرعہ کشی کرنے میں گذرے، قزوین، بغداد، کوفہ، صنعاء یمن، رے، ہمدان، حلوان اور مکہ مکرمہ کے طویل تر پُر مشقت علمی اسفار کیے، شہر بہ شہر، کوچہ درکوچہ گھومتے رہے، محدث جلیل امام ابوحاتم الرازیؒ سے سماعت کی اور تین سال ان کی تربیت میں رہے، اللہ تعالیٰ نے کمال کی قوت حفظ عطا فرمائی تھی، ان کے محبوب شاگرد شیخ ابوالحسن احمد الفارسیؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے خود اپنے شیخ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جب کہ وہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو چکے تھے کہ انھوں نے اپنے علمی اسفار کے زمانہ میں ایک لاکھ حدیثیں یاد کر لی تھیں پھر فرمایا کہ اب حافظہ اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ایک حدیث یاد کرنا مشکل ہے، فرمایا کہ آج میری بینائی زائل ہوگئی ہے، شاید یہ میری ماں کی کثرت گریہ کی سزا ہے، میں اپنے علمی اسفار کے باعث والدہ کی خدمت میں زیادہ وقت نہیں دے پارہا تھا جبکہ والدہ کی خواہش رہتی تھی کہ میں ان کے پاس رہا کروں، مجھے افسوس ہوتا ہے کہ انکی خدمت کا حق ادا نہ کرسکا، یہ کوتاہی علومِ حدیث کی طلب کے شوق وجنون کے باعث ہوئی۔ (الأمالی)

محدث قطان قزوینیؒ صلاح وتقویٰ کے پیکر تھے، ایک تو مسلسل اسفار جس میں فرض روزہ بھی ترک کرنے اور بعد میں قیام کی حالت میں قضا کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے مگر وہ مسلسل تیس سال تک روزہ رکھتے رہے، صرف نمک روٹی سے افطار کرتے تھے، زہد اور قناعت کے نمونہ تھے، صبر واستقامت کے ساتھ ہر قسم کی تکالیف کا پامردی سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے شوق کی تکمیل کرتے تھے (بحواله معجم الاولياء از ياقوت حموى ج۱۱،تذكرة الحفاظ ج۳، الامالى)

آج جب کہ ہر طرف مدارس اسلامیہ کا جال بچھا ہوا ہے، کتب درا سیہ کے علاوہ ہر فن کی کتابیں میسر ہیں، قیام وطعام کا مفت نظم ہے، کون مرد مجاہد ہے جو احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ کرنے کا شوق رکھتا ہے، کہنے کو تو شیخ الحدیث وشیخ الجامعہ کے منصب پر فائز ہزاروں علمائے کرام پائے جاتے ہیں مگر شاید وباید ہی کسی کو ایک ہزار حدیث یاد ہوگی پھر اس پر راویوں کے حالات کی پوری تفصیل بھی از بر ہو! وہ نوادرات زمانہ گذر گئے جس کے وجود سے امتِ مسلمہ باعزت وباوقار تھی، وہ یکتائے روزگار اسلاف اب صفحاتِ تاریخ کی زینت ہیں، ہم کو یہ بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ان کی سوانح حیات سے ہی دل کو گرمائیں۔ قَدْ خَلَتْ تلك السنونُ وأهلُها فكأنها وكأنهم احلام

وہ ماہ وسال اور اس کے باکمال لوگ گذر گئے، اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ عہدِ زریں اور اسلاف ایک خواب تھے۔

مولانا قاضی فضل اللہ ایڈووکیٹ *

ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

مزدورصرف اسی وقت تک زندہ رہ سکتا ہے جب تک کہ وہ کام کرسکتا ہے اور وہ صرف اس وقت تک کام کرسکتا ہے جب تک کہ اس کی مزدوری سرمایہ میں اضافہ کا باعث بن سکے، یہ مزدور! انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ایک جنس کی طرح ہیں جیسے تجارت میں استعمال ہونے والی کوئی بھی دوسری شے اور یوں وہ سرمایہ دارانہ رقابت اور بازار کے اتار چڑھاؤ کے نتیجے میں برپا ہونے والے حوادث کا شکار ہوسکتے ہیں۔

ایک شخص جو تعلیم یافتہ تھا، ایک یہودی مذہبی اور اگر زیادہ خوشحال نہیں تو کم خوش حال گھرانہ بھی نہیں تھا، اس میں پیدا ہوا لیکن دیکھ رہا تھا کہ سرمایہ دارانہ معاشرہ، سرمایہ دارانہ نظام اور سرمایہ دار طبقہ کس بری طرح مزدوروں یا انسانوں کا استحصال کرتے ہیں، حالانکہ یہ سرمایہ دار بھی انسان ہیں اور مزدور بھی انسان ہیں۔ ہر دو کے بنیادی تقاضے بھی ایک جیسے ہیں لیکن ایک کے تو تقاضے کیا تعیّشات بھی پوری ہورہی ہیں اور دوسرے کے اساسی اور بنیادی تقاضے بھی پورے نہیں ہورہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کی زندگی میں اس بندے کے افکار کو زیادہ پذیرائی نہیں ملی لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کے افکار ایک فلسفہ، ایک سائنس اور ایک نظام کی طرح اپنائے گئے اور اس کے ان افکار پر مبنی نظام کے نام پر سیاست شروع کی گئی اور اس پر جماعتیں قائم کی گئیں اور اس پر حکومتیں اور ریاستیں قائم ہوئیں حتی کہ اس کی تحریرات وافکار جو سرمایہ دارانہ نظام پر تنقید اور رد تھیں سرمایہ دارانہ نظام کے حاملین نے بھی تسلیم کیا کہ ہم تو اپنے اس نظام کو ماہیت اس کی تنقید سے سمجھ گئے اور یہ کہ علمی، تحقیقی اور فلسفیانہ تنقید کے لئے اس فکر کی ماہیت کو کما حقہ سمجھنا ضروری ہے وگرنہ تنقید اور رد ناقص تصور ہوگا اور کوئی مقبولیت حاصل نہ کرسکے گا اگر چہ اس کے افکار کے نام پر قائم کردہ حکومات بھی مزدوروں کے

---

* نامور عالم دین ومصنف، شمالی امریکہ

لئے کوئی خاص کام نہ کرسکے،ان سے زیادہ تو ان کے لئے سرمایہ دارممالک نے کیا جن کو وہ کوس رہا تھااور وجہ یہ ہے کہ انسانوں کی ہمیشہ سے یہ خامی رہی ہے کہ وہ جس نام اور کام کواستعمال کرتے ہیں ہمیشہ اسی نام اور کام کے ساتھ وہی زیادتی کردیتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان کا بس چلے تو وہ مفادات اور استحصال سے رک نہیں سکتا۔وہ سوشلزم کا نام استعمال کرے گا تو اس نام کے سائے تالے استحصال کرے گا، مذہب کا نام لے گا تو اس کے نام تلے استحصال کرے گا اور سرمایہ دارانہ جمہوریت کا نام لے گا تو پھر تو استحصال ہی کرے گا کہ وہ اس کی خمیر میں اور اس کے نام لینے والوں کی ضمیر میں ہے۔آپ سوچیں گے کہ یہ مذکورہ اقتباس کس کا کلام ہے؟

تو یہ دنیا کوسوشلزم کا فلسفہ وسائنس اور نظام کا تصور دینے والے''کارل مارکس'' کا کلام ہے اور واقعات کی حدتک صحیح بھی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام مزدور کے ساتھ یہی کرتا ہے اور اس نظام میں مزدور کے یہی اوقات ہیں۔یہ علیحدہ بات ہے کہ''کارل مارکس'' کے نظام کے نام لیواؤں نے بھی مزدور کے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا بلکہ زیادہ برا کیا ہے۔وہ ایک مذہبی خاندان کا فرد تھا۔ایک خوشحال خاندان کا فرد تھالیکن اس نے دیکھا کہ یہ مذہب بھی تو استحصال کرنے والوں کا محافظ ہے اور استحصال کرنے والے تو ہیں ہی اور ان میں ایک جانب سے سرمایہ دار ہیں اور دوسرے جانب سے ارباب اقتدار ہیں۔یہ دونوں تو ہیں ایک دوسرے کے مفادات کے محافظ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ مذہبی طبقات بھی ان ہی کے مفادات کے محافظ ہیں لہٰذا اس میں بغاوت نے انگڑائی لی اور مزدور جن کی اکثریت ہے اور جن کی وجہ سے اسباب والی دنیا چل رہی ہے ان کی حالت کے حوالے سے تحقیق وریسرچ شروع کیا کہ کیسا تصور ہوگا جو اگرعملی ہوتو ان کی حالت میں تبدیلی آجائے گی اور چونکہ اس وقت تو مزدوروں کے ساتھ بہت ہی ناانصافی اورظلم ہورہا تھا لہٰذا جس لیول کاظلم تھااس لیول کا ردعمل بلکہ اس سے بھی زیادہ ردعمل کارل مارکس نے اپنے افکار میں ظاہر کیا اور کہا کہ قدر زائد یا سرپلس ویلیوتو مزدور کی وجہ سے ہے لہٰذا اس کا تو زیادہ حصہ اس کوملنا چاہئے جبکہ وہ ملتا تو ہے سرمائے کو۔

اب مزدور انسان ہے اور سرمایہ تو انسان اور اس کی خدمت اورضرورت کے لئے ہے تو سرمایے کو یہ ترجیح یہ تو عجیب ہے،اب اس کا ردعمل بھی حدود سے آگے کا تھا تو قابل عمل نہ بن سکا اور اس میں کچھ حک واضافہ کرکے اسے قابل عمل بنایا جاسکتا تھا لیکن جنہوں نے اس فلسفہ اور نظام کا سہارا لیا وہ بھی اس چھتری تلے بورژوا بن گئے یعنی اسی فکر وفلسفہ کے الٹ ہوگئے تو ایسے میں اس نے کیا کامیاب ہونا تھا۔

اب میرا مقصد سوشلزم کی وکالت کرنا نہیں کہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام ہی ایک اکمل نظام ہے جس میں انسانوں کی دونوں جہانوں کی فلاح وکامیابی ہے اور خوشحالی ہے۔ جو عدل وانصاف پر مبنی نہیں عدل وانصاف ہی ہے جس میں صرف انسانوں کے معدے کی فکر نہیں ان کے قلب ودماغ کی تعمیر ہے جو صرف مادہ نہیں روح کی بھی فکر کرتا ہے، جو صرف خلق نہیں خالق سے بھی جوڑتا ہے۔ البتہ میرا مقصد یہ محولہ پیراگراف ہے کہ دنیا میں مزدوروں کے ساتھ یہی کھیل کھیلا جارہا ہے جو انسانیت کی توہین ہے جبکہ انسان اور انسانیت مکرم ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ تو انسانوں کی حرمت کے لئے سوچنا لازمی ہے۔ ایک ایسی دنیا چاہیے جس میں سارے انسان عزت کی زندگی گزار سکے، جس میں ان کو راحت وسکون نصیب ہو، جس میں صرف ان کے پیٹ نہیں قلب ودماغ اور روح کی تسکین وتربیت کا بھی سامان ہو، جس میں وہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مطمئن ہو، جس میں کہ سب کو علاج اور صحت اور روزگار کے مواقع میسر ہوں، جس میں کہ ان کو یقین ہو کہ میں اگر کام کرنے سے رہا تو میری ضروریات مجھے ملتی رہے گی اور مجھے ذلیل نہیں ہونا پڑے گا۔

حاصل اینکہ اسے احساس ہو کہ اللہ نے انسان پیدا کیا ہے تو میں اس دنیا میں انسان رہ سکوں گا؟ مجھے بازاری جنس کی طرح استعمال نہیں کیا جائیگا، نہ سرمایہ داروں کی رقابت اور بازاروں کے اتار چڑھاؤ میں روندھا جاؤں گا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

تو آیئے! دیکھیں کہ اس مذکور الصدر بندے ''کارل مارکس'' کی فکر نے مزدور کو کیا دیا۔ اس نے مزدور کو کم ازکم جگایا، اس کو ہمت اور حوصلہ دیا کہ ہمت کروگے تو سولہ سولہ گھنٹے کام سے جو کسی کے بس میں نہیں چھٹکارا ملے گا کہ سولہ گھنٹے کام کرکے کیا ایک بندہ صحیح طریقے سے زندہ بھی رہتا ہے یا ایک مردہ لاش ہوا کرتا ہے جس میں اٹھنے کی بھی سکت نہیں ہوتی جبکہ زندگی کے اور بھی تقاضے ہیں۔ سو ۱۸۸۴ء میں فیڈریشن آف آرگنائزڈ ٹریڈرز اینڈ لیبر یونینز نے ایک قرارداد منظور کی کہ کام صرف آٹھ گھنٹے ہو اور مطالبہ کیا کہ اس کا یکم مئی سے نفاذ ہو۔ یہ مطالبہ نہ مانا گیا تو یکم مئی سے ہڑتال کیا گیا۔ پھر اپریل ۱۸۸۶ء میں ڈھائی لاکھ مزدور ہڑتال پر گئے کہ یہ ہڑتال اب چلے گی چونکہ یہ سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے مفادات پر ضرب تھا تو انہوں نے تحریک کے مرکز شکاگو میں پولیس کو ڈھیر سارا اسلحہ دیا۔ یکم اور دو مئی تو خیر سے گزر گئے البتہ تین مئی کو پولیس نے فائرنگ کرکے چار

مزدوروں کو ہلاک کیا اور کئی ایک زخمی ہوئے۔چار مئی کو جلسہ ہوا اس کے اختتام سے پہلے ایک مرتبہ پھر فائرنگ ہوئی جس سے بہت سارے مزدور زخمی ہوئے۔پولیس نے حسب روایت ملبہ مزدوروں ہی پر ڈال دیا کہ انہوں نے فائرنگ کی پولیس نے تو دفاع میں ہوائی فائرنگ کی۔پھر چھاپے اور گرفتاریاں شروع ہوئیں۔آٹھ مزدوروں کو سزائے موت سنائی گئی۔گیارہ نومبر ۱۸۸۷ء کو ان میں چار یعنی البرٹ پارسن،اگست سپائز،ایڈولف فشر اور جارج ایفل کو پھانسی دی گئی۔پانچویں مزدور لوئیس کنگ نے خودکشی کی اور باقی تین کو ۱۸۹۳ء میں رہائی مل گئی۔اس فائرنگ کے دوران ایک مزدور جو سفید جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا کہ امن اور پرامن ہونے کی علامت ہے کہ ہم صرف ظلم کے خلاف نکلے ہیں کوئی دنگا فساد کرنے نہیں نکلے لیکن جب فائرنگ ہوئی تو اس بندے نے وہ سفید جھنڈا ایک مرے ہوئے مزدور کے بہتے خون سے سرخ کر دیا اور یوں سرخ رنگ تحریک کی علامت بن گیا جو مظہر ہے اس کا کہ اپنے حق کے لئے خون دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

۱۸۹۸ء میں ریمنڈ لیوین نے تجویز دی کہ یکم مئی کو بطور یوم مزدور کے منایا جائے۔یوں یہ مزدوروں کا عالمی دن بن گیا۔البرٹ پارسن کی بیوہ نے کہا کہ غریب اپنی نفرت کا رخ سرمایہ دار طبقہ کی طرف موڑ دے اور ہر دو کے درمیان نفرت کی ایک فضا قائم ہوئی جس سے سرمایہ دار کو مزدوروں پر ظلم اور مزددوروں کی طرف سے ان کے لئے نفرت کا سامان ہوگیا اور یوں بالعاقبت مزدور ہی کا نقصان ہوا کہ سرمایہ دار کا تو کارخانہ قرض سے بنا ہے اور انشورڈ ہے تو انشورنس کے پیسے بھی لے لیتا ہے اور قرضہ بھی معاف کروا دیتا ہے لیکن مزدور کی روزی روٹی چلی جاتی ہے۔اس تحریک نے شعور دیا کہ اولاً سولہ کے بجائے بارہ گھنٹے اور پھر اس آٹھ گھنٹوں پر بات جا کے ٹھہر گئی۔لیکن ہر دو طبقات کے درمیان باہمی عمل کی فضا ابھی تک قائم نہ ہوسکی۔اب سرمایہ دارانہ نظام تو ظلم کرتا ہی ہے لیکن مزدوروں کے ساتھ تو جہاں بزعم خود برسر اقتدار ٹولہ نے ''کارل مارکس'' کا نظام نافذ کیا ہے انہوں نے بھی مزدوروں کو کوئی خیر نہ دیا۔

تو قادر وعادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

یہ عدل ہوگا جب سارے مخلوقات کے رب العالمین کا نظام رحمۃ للعالمین کی تعلیمات کی روشنی میں نافذ ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کے یہی دن دکھائے (آمین)

جناب عبداللہ گل حمید
چیئرمین تحریک نوجوانان پاکستان

سود کے خلاف تاریخ ساز فیصلہ

قرآن کریم میں معاشی نظام کو بے شمار کدورتوں سے پاک رکھنے کے لیے واضح احکامات صادر کیے گئے کیونکہ غلط اور حرام طریقے سے حاصل شدہ سرمایے کی بنیاد پر انسان کبھی اپنے نفس کی زمین پر حق کی فصل نہیں بو سکتا جبکہ اللہ رب العزت انسان سے نیت اور فعل میں صرف صالح عمل پذیری چاہتا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ جبلت کی زمین پر کسی ایسی حرام کمائی کا بیج نہ بویا جائے جو نتائج کے لحاظ سے شجرہ خبیثہ کی شکل اختیار کر جائے۔ اسی لیے سب سے زیادہ سود کی حرمت پر زور دے کر مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کی تلقین کی گئی کیونکہ معاشی نظام میں سود دجال کا اہم ترین ہتھیار ہے اور اسی کے ذریعے وہ عالم انسانیت کو معاشی جہنم میں دھکیل دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرتی، اخلاقی، اجتماعی اور فکری تباہی خود بخود واقع ہو جاتی ہے۔ سود کو عربی زبان میں ربا کہتے ہیں، جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنا اور بلندی کی طرف جانا ہے اور شرعی اصطلاح میں ربا (سود) کی تعریف یہ ہے کہ: ''کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا۔'' سود خواہ کسی غریب و نادار سے لیا جائے یا کسی امیر اور سرمایہ دار سے، یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے نہ صرف معاشی استحصال، مفت خوری، حرص وطمع، خود غرضی، سنگدلی، مفاد پرستی، زر پرستی اور بخل جیسی اخلاقی قباحتیں جنم لیتی ہیں بلکہ معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے، اس لیے دین اسلام اسے کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔ قرآن پاک کی کل ۱۲/آیات میں ربا کے متعلق ذکر آیا ہے، قرآنِ مجید کی سورۂ روم میں اللہ رب العزت نے فرمایا: اور جو مال تم سود پر دیتے ہو تاکہ (تمہارا اثاثہ) لوگوں کے مال میں مل کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گا اور جو مال تم زکوٰۃ (وخیرات) میں دیتے ہو (فقط) اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو وہی لوگ (اپنا مال عنداللہ) کثرت سے بڑھانے والے ہیں۔

اللہ رب العزت نے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (روزِ قیامت) کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان (آسیب) نے چھو کر

بدحواس کر دیا ہو، یہ اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ تجارت (خرید وفروخت) بھی تو سود کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی جانب سے نصیحت پہنچی سو وہ (سود سے) باز آ گیا تو جو پہلے گزر چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے پھر بھی لیا سو ایسے لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، شریعت اسلامیہ نے نہ صرف اسے قطعی حرام قرار دیا ہے بلکہ اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ یوں کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے کسی شخص کو چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو''۔ اس کی وجہ ان کا یہ قول ہے کہ تجارت بھی تو آخر سود کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام، اب جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ سود سے رک جائے تو پہلے جو سود کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے مگر جو پھر بھی سود کھائے تو یہی لوگ دوزخی ہیں، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے اور اللہ تعالی کسی ناشکرے بندے کو پسند نہیں کرتا۔

تاریخ گواہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوتِ حق میں سب سے زیادہ رکاوٹ ہر دور کے سرمایہ داروں نے ڈالی، ابلیس انہی سرمایے کی بنیاد پر اس زعم باطل میں مبتلا کر دیتا تھا کہ ان کی حاکمیت کو کبھی زوال نہیں آنے والا اور وہ ہر مشکل کا مقابلہ سرمایہ کی بنیاد پر آسانی کرلیں گے۔ اسی زعم باطل میں مبتلا ہوکر نمرود اور اسکی سرمایہ دار بیوروکریسی نے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا تھا اور اسی کی بنیاد پر فرعون اور قارون موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرتے رہے، آخر میں رسول پاک ﷺ کو قریشی سرمایہ داروں کیساتھ اس نوع کی آخری اور فیصلہ کن جنگ لڑنا تھی۔ اسکے بعد یہ ذمہ داری امت مسلمہ اور اسکے اکابرین کے کاندھوں پر آن پڑی لیکن حیرت کی بات ہے کہ تابعین اور تبع تابعین کے دور کے بعد اس اہم ترین موضوع پر انتہائی کم توجہ دی گئی اور بےخبر امت اپنے زوال اور اخلاقی گراوٹ کے اسباب دیگر غیر اہم وجوہات میں تلاش کرتی رہی۔

آخر کار وطن عزیز میں وفاقی شرعی عدالت نے 19 سال بعد سود کے خلاف تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے اس نظام کے مکمل خاتمے کیلئے 5 سال کی مہلت دی ہے۔ عدالت نے برطانوی نو آبادیاتی دور کے انٹرسٹ ایکٹ 1839 اور یکم جون 2022 سے سود سے متعلق تمام شقوں کو غیر مؤثر کرتے ہوئے حکومت کو اندرون و بیرونی قرض سود سے پاک نظام کے تحت لینے کی ہدایت کر دی۔ فیصلے میں مزید کہا گیا کہ اسلامی بینکاری نظام رسک سے پاک اور استحصال کے خلاف ہے، ملک سے

ربا کا خاتمہ ہرصورت کرنا ہوگا، ربا کا خاتمہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے، بینکوں کا قرض کی رقم سے زیادہ وصول ربا کے زمرے میں آتا ہے، بینکوں کا ہرقسم کا انٹرسٹ ربا ہی کہلاتا ہے، قرض کسی بھی مد میں لیا گیا ہواس پر لاگو انٹرسٹ ربا کہلائے گا، تمام بینکوں کی جانب سے اصل رقم سے زائد رقم لینا سود کے زمرے میں آتا ہے۔ عدالت نے فیصلے میں کہا کہ معاشی نظام سے سود کا خاتمہ شرعی اور قانونی ذمہ دری ہے جبکہ وفاقی شرعی عدالت کا کہنا ہے کہ چین بھی سی پیک کے لئے اسلامی بینکاری نظام کا خواہاں ہے، ربا سے پاک نظام فائدہ مند ہوگا۔

درحقیقت تمام دنیا میں دجالی معاشی نظام بین الاقوامی سودی بینکوں کی شکل میں انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اسی نظام کے ذریعے اس نے تمام دنیا کو معاشرتی اوراخلاقی گرواٹ میں مبتلا کردیا ہے۔ حرام چونکہ فطرت سے بغاوت پر اکساتا ہے اسی لیے سود کو اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے لیکن افسوس! آج کی مسلم امہ میں اتنی صلاحیت یا سکت ہے کہ وہ اللہ کے باغی اس دجالی معاشی نظام کے متبادل نظام پیش کرسکیں؟ کسی نے مضاربہ کے نام سے سود کو حلال کا لبادہ اڑھانے کی کوشش کی ہے تو کوئی اسلامی بینکاری کے نام پر اپنے آپ کو دھوکا دینے پر تلا ہوا ہے جبکہ کوئی بین الاقوامی مالیاتی نظام سے الگ ہونا تصور میں ہی نہیں لاسکتا، کیا اس مسلم ملک کے آئین کو اسلامی آئین کہا جاسکتا ہے جہاں پر موجودہ دجالی سودی بینکاری کے ذریعے معاشی نظام چلایا جاتا ہو؟ اس وقت دنیا کا معاشی نظام دجال کے پیروکاروں کے ہاتھ میں آچکا ہے جس کی وجہ سے وہ عالمی سیاست، معاشرت اور اخلاقیات پر خود بخود قابض ہوچکے ہیں۔ فیڈرل ریزرو، ورلڈ بینک اورآئی ایم ایف کی خطرناک شکل اختیار کر چکے ہیں۔ضروری ہے کہ حکومت وقت غیراسلامی مالیاتی نظام کو سود سے پاک کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کریں، میرا یقین ہے کہ ہم عالمگیر سودی نظام کی گرفت سے آزاد ہونگے تو اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہوگی، یاد کریں ہمارے پیغمبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شعب ابی طالب میں رہ کر اقتصادی مقاطعے کا سامنا کیا اور جنگ احزاب میں دشمنان اسلام کی متحدہ قوت کو پسپا کیا۔ چین پاکستان کے بعد وجود میں آیا تھا، وہ آج کہاں کھڑا ہے؟ قومی میڈیا کواس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے عوامی رائے کومنظم شکل میں ابھارے۔

لمحہ فکر یہ تو یہ ہے کہ استعماری طاقتوں نے نہ صرف ہماری آزادی پر کنٹرول قائم رکھا بلکہ اپنے ایجنٹ اورکرائے کے لیڈر پاکستان پرمسلط رکھے جس کی وجہ سے قائداعظم کے بعد قیام پاکستان کے مقاصد کو بھلا دیا گیا اگرشروع سے ہی سود سے پاک اسلامی نظام کا قیام عمل میں لایا جاتا تو آج ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان صحیح معنوں میں دنیا کے رول ماڈل ہوتا۔

مولانا محمد ایوب انور *

ارشادات وملفوظات حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ

عارف باللہ حضرت اقدس، شفیق الامت مولانا عزیز الرحمٰن نور اللہ مرقدہ ایک جامع، ہمہ جہت وہمہ نوع صفات کے حامل شخصیت تھے۔آپ حقیقت میں اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔تمام دینی شعبوں کی ہر وقت سرپرستی فرمارہے تھے۔ہر دینی شعبہ کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار فرماتے تھے اور ہر شعبہ کے لوگ آپ سے وابستہ تھے۔جب بھی کوئی دینی شعبے کا سربراہ آپ سے تعاون کے لئے درخواست کرتے تو آپ ان کی درخواست پر لبیک کہہ کر ان کو دستِ تعاون دراز فرماتے، ہر دینی شعبہ کے ساتھ مکمل تعاون آپ کا وطیرہ تھا۔تبلیغی جماعت سے بھی وابستگی، سیاسی مذہبی جماعت سے بھی لگاؤ، ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے آواز اٹھانے والوں کے ساتھ ایک توانا آواز اور تحفظ ختمِ نبوت میں بھی سرگرمِ عمل تھے۔جس وقت جس دینی خدمت کا موقع ومحل ہوتا اسی میں لگتے۔عام انتخابات کے موقع پر مذہبی سیاسی جماعتوں کے ساتھ تعاون، ملک کے کونے کونے تک کا سفر کرنا اور ان کے لئے سیاسی اسٹیج سے ووٹ کے لئے عوام سے دردمندانہ اپیل کرتے نظر آتے تھے۔

آپؒ کی ایک اور اہم صفت آپ کی امت مرحومہ پر شفقت اور مہربانی ہے جس سینہ میں درد اور اِخلاص بھرا دل ہو وہ کبھی بھی انسانیت سے منہ نہیں موڑتا۔اپنے اور پرائے ہر ایک ساتھ شفقت اور مہربانی یکساں دیکھی جاتی تھی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے نزدیک پرایا کا تصور ہی نہیں تھا۔ ہر ایک کے ساتھ ایسا شفقت ومحبت بھرا سلوک کہ وہ سمجھتا تھا کہ آپ کی یہ مہربانی اور شفقت صرف میرے ساتھ ہے۔

وطنِ عزیز اوراس کے باشندوں پر جب بھی کوئی آفت ومصیبت آتی تو یہ ہر وقت مدد کیلئے تیار رہتا تھا،اپنے شیخ نوراللہ مرقدہ کے نام گرامی پر سماجی وفلاحی ٹرسٹ بنایا تھا: ''شیخ زکریاؒ ٹرسٹ'' جو ملک کے کونے کونے میں سماجی اورفلاحی سرگرمیوں میں مصروف ہیں،آپ خوداس کی سرپرستی فرماتے تھے۔

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر،شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ عبدالولی خان

پنجاب اور سندھ کے سیلاب زدگان میں آپ کی فلاحی سرگرمیاں تمام نجی فلاحی اور سماجی ٹرسٹوں اوراداروں سے بہتر اور زیادہ سہولت والا تھی۔صوبہ خیبر پختونخوا میں سیلاب زدگان کی امدادی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

مذکورہ دوصفات اور خصوصیات یعنی جامعیت اور شفقت ورحمت کی بنیاد اخلاص وللّٰہیت تھی اور یہ آپ کی اعلیٰ اور بے لوث اخلاص اور دردہی کا نتیجہ تھا کیونکہ بغیر اخلاص وللّٰہیت کے دینی جماعتوں میں باہمی تعاون واشتراک اور امت مرحومہ پر شفقت ممکن ہی نہیں ہیں پھر یہ تین صفتیں جامعیت، اِخلاص وللّٰہیت اور شفقت ومحبت آپ کو تین نسبتوں ہی سے حاصل تھیں، یہ چشمہ صافی تھا، جہاں سے آپ نے ان صفات کے گوہر عمدہ ونایاب جمع کرکر کے حاصل کئے تھے۔

پہلی صفت جامعیت آپ کو حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے ورثہ میں ملی،اسی جامعیت پر حمیت اور غیرتِ دینی کا رنگ غالب تھا ۔آپ ہر دینی شعبہ کے ساتھ تعاون اسی رنگ کی بنیاد پر(جو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی) کیا کرتے تھے۔آپ جو بات بھی کہنا چاہتے ڈنکے کے چوٹ پر کہتے تھے۔اسی رنگ نے آپ کو متفقہ رہنما،سرپرست اور مربی ومزکی چنا تھا۔

دوسری صفت اِخلاص وللّٰہیت کی آپ کو دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت اقدس مولانا عبد الحق نور اللہ مرقدہ کے صحبت پاک کا اثر سے میسر آئی،آپ اخلاص کے پیکر تھے۔حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ بانیٔ دارالعلوم حقانیہ حضرت اقدس مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کو''رئیس المخلصین'' کہا کرتے تھے۔رئیس المخلصین کی یہ صفتِ کمال آپ کی نس نس میں پیوست تھی۔جو آپ کی ہر قول،فعل اور تقریر سے جھلکتی تھی۔اسی دوسری صفت کی بنیاد پر آپ ہر دینی معاملہ میں کبھی پیچھے نہیں رہتے بلکہ آگے آگے ہر اول دستہ کا کردار ادا فرماتے تھے۔

تیسری صفتِ شفقت ومحبت کی فیض حضرت اقدس شفیق الامتؒ کو ریحانۃ الہند (خوشبو ہند) حضرت اقدس مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ سے ملا تھا،یہی آپ کی عوامی پہچان تھی اور یہی آپ کا تعارف بھی تھا۔شیخ ومرشد نور اللہ مرقدہ جب پاکستان تشریف لاتے تھے تو آپ ہر وقت حاضر باش تھے،ان خدمت کیا کرتے تھے، مدینہ منورۃ میں بھی حاضری کی سعادت وشرف حاصل کرتے تھے،اسی محبت وشفقت کی بدولت لوگ آپ کے اردگرد پروانہ وار جمع تھے۔

حضرت اقدس شفیق الامت اپنے شیخ ومرشد سے کمال درجہ محبت فرماتے تھے۔شیخ کے جملہ

خلفاء کو آپ اپنے مرشد جیسا سمجھتے تھے، ان کے ساتھ نیاز مندی کا تعلق تھا۔ آپؒ شیخ کی آخری نشانیوں میں سے تھے۔ شیخ کی وجہ سے شیخ و مرشد کے شہر سہارنپور سے بھی محبت فرماتے تھے۔ آپؒ نے اپنے مرشد و شیخ کے نام سیدی اور اصلاحی مجلّہ، ماہنامہ ''زکریا'' کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا، اس میں آپ پابندی سے اداریہ تحریر کرتے تھے۔ اس میں اصلاحی مضامین شامل فرماتے تھے۔

آپ کی اس جامعیت نے دو کام کئے: ایک یہ کہ تصوف وتزکیہ نفس کو عملی زندگی میں دوام بخشا، سیاسی سرگرمیوں میں بھی سیاسی اسٹیج سے ذکر جہری کی صدائیں دل نواز بلند ہوتی تھی۔ طریقت وشریعت کو عملی میدان میں ایک حسین امتزاج دیا، دوسرا یہ کہ علماء امت کو عملی تلقین کی کہ اگر اخلاص وللّٰہیت سے کوئی بھی کام کیا جائے تو آپس کی رنجشیں کبھی بھی جنم نہیں لیتیں اور تمام شعبہ ہائے دین ایک دوسرے کیلئے مدد و معاون ہیں اور ایک ہی شخص کامیابی کے ساتھ ہر شعبہ میں خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔

آپؒ کی وفات کے بعد تمام سیاسی رہنماؤں اور علمائے کرام نے آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت اقدسؒ نے زندگی ہی میں وصیت کی تھی کہ ان کے تمام دینی خدمات وامور کے سرپرست مفتی مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی ہوں گے، مدرسہ و خانقاہ کے ذمہ دار آپ کے بڑے صاحبزادے قاری عتیق الرحمٰن دامت برکاتہم مقرر و متعین کئے گئے جبکہ آپ کے ساتھ نائب ذمہ دار صاحبزادہ مولانا اویس صاحب کو مقرر فرمایا گیا۔ سرپرست مدرسہ مفتی مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے آپ کی دستارِ فضیلت کرائی۔

آپؒ تمام لوگوں کو ہمیشہ تین نصیحتیں فرمایا کرتے تھے: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس مقصد کے لئے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے مرتب کردہ کتاب موت کی یاد پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو اور اتباع سنت کا اہتمام کیا کرو۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازے۔ آمین یارب اللعالمین۔

راقم الحروف شفیق الامت حضرت اقدس کے ایک ادنی خادم کی حیثیت سے جب بھی رمضان المبارک میں یا دوسرے اوقات میں حاضر ہوتا تو کوشش کرتا کہ حضرت اقدس کے ارشادات اور ملفوظات کو قیدِ تحریر میں لاکر محفوظ کرسکوں۔ راقم کے پاس جتنے ارشادات جمع تھے ان سب کو بغرضِ حفاظت اور تعمیمِ فائدہ کے پیش نظر پیش کررہا ہوں۔ ان ملفوظات (تصحیح کے بعد) کا نام استادِ محترم

حضرت مفتی اکبر رحمٰن دامت برکاتہم نے ''ارشادات عزیزیہ'' تجویز کیا اور سہولت کے لئے عنوانات بھی وضع فرمائے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

سالکین اور خدام کے لئے دعا

۲۵رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ کو حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ العالی حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے دارالعلوم زکریا، ترنول تشریف لائے۔ ملاقات کے بعد مجمع سے اصلاحی خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں جب ملنے آیا تو تھوڑا سا انتظار کیا اِسی دوران دل ہی دل میں خیال آیا کہ حضرت جی کیوں تمام معتکفین سے پیچھے چھوٹے سے خلوت خانے میں تشریف فرما ہے؟ مناسب یہ تھا کہ حضرت جی معتکفین سے آگے جلوہ افروز ہوتے تاکہ سب معتکفین زیارت باسعادت سے مشرف ہوتے کیونکہ یہ ان معتکفین (جو سالکین تھے) کا حق ہیں۔ جب حضرت جی فارغ ہوئے اور مجھے ملاقات کا وقت دیا تو حضرت جی خود ہی (بغیر کسی تذکرہ کے) گفتگو کے دوران فرمایا: پیچھے اس لئے بیٹھا ہوں کہ یہ معتکفین اللہ کے نام سیکھنے کے لئے (یہاں) آئے ہیں تو جب دربار خداوندی میں دعا کرتا ہوں تو ان کو اپنے دعا میں اللہ کے دربار میں پیش کرتا ہوا اور بعد میں اپنے آپ کو یاد کرتا ہوں۔

کلمۃ الحق

۲۶رمضان المبارک کو فرمایا: کہ ہمارے وزیراعظم صاحب (میاں محمد نواز شریف جو تیسری مرتبہ وزیراعظم بنا) مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہے اور وہاں دعائیں بھی مانگے گا تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائے اگر میں اُدھر ہوتا تو روضہ اقدس کے سامنے وزیراعظم صاحب کو کہتا کہ جاتے ہی پاکستان میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو نافذ کرو۔ اس (اقدام) سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے اللہ نے چند روز کے لئے آپ کو ملک میں اقتدار دیا ہے تو اللہ کا دین ملک میں نافذ کرو۔ فرمایا: میں ایسا پیر نہیں ہوں کہ آپ سے نذرانے اور پیسے لیتا ہوں۔ میں یہ نہیں کرتا ہوں اس لئے مجھے حق بات کہنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتا، ہمیشہ تم لوگوں کو کھری کھری باتیں سناتا ہوں تاکہ تمہارے عقائد درست ہوجائے۔

تصوف کیا ہے؟

۲۷ رمضان المبارک نماز ظہر کے بعد حضرت اقدس نے تمام معتکف سالکین کو فرمایا: اس عمل تصوف کو قرآن کی اصطلاح میں ''تزکیہ'' حدیث کی اصطلاح میں ''احسان'' جبکہ صوفیائے کرامؒ کے

اصطلاح میں ''تصوف'' کہتے ہیں۔اللہ قرآن میں فرماتے ہیں قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى(الاعلیٰ:١٤)
یہاں تزکیہ نفس کرنے والے کو کامیاب قرار دیا گیا ہے اور یہ تزکیہ تصوف کا دوسرا نام ہے۔

تصوف کی ضرورت اور صوفیائے کرام

جس طرح بدن ظاہری طور پر میلا اور گندا ہوجاتا ہے اسی طرح دل اور باطن بھی گندہ اور میلا ہوجاتا ہے۔ظاہر بدن میں جو امراض ہوتے ہیں اس کے لئے طبیب(ڈاکٹر) کی ضرورت ہوتی ہے تو باطنی امراض دور کرنے کے لئے بھی طبیب روحانی کی ضرورت ہوتی ہے جسے صوفیاء کہتے ہیں۔ان کا مطمح نظر باطن اور دل ہوتا ہے جب یہ ٹھیک ہوجائے تو سارا بدن ٹھیک ہوجاتا ہے۔صوفیاء کرام کو عوام الناس کی اصلاح کی بہت فکر ہوتی ہے چاہے اس اصلاحی عمل میں ان کی جان تک کیوں نہ جائے۔اصحاب الأُخدود کے واقعہ میں مشہور نوجوان ولی نے عوام الناس کی اصلاح کی خاطر خود اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کیا (جیسا کہ ہمارے حضرت اقدس ہر رمضان المبارک میں ہزاروں سالکین کے لئے اعتکاف کا انتظام و انصرام کرتے ہیں اور بنفس نفیس یہ خدمت انجام دیتا ہے۔پورے ملک کے کونے کونے سے اللہ کا نام سیکھنے کے لئے سالکین تشریف لاتے ہیں اور یہاں سے اپنے سینے معارف الٰہیہ کے دولت سے بھر کر لے جاتے ہیں،ان آنے والوں میں عوام الناس کے علاوہ بڑے بڑے شیوخ الحدیث،مدرسین،محققین اور طلباء مدارس دینیہ ہوتے ہیں۔سچ کہا ہے کسی نے

ع ایں سعادت بزور بازو نیست

اکابر سے تعلق

فرمایا:میں رمضان البارک کی بارکت راتوں میں اپنے مشائخ کو فون کرکے دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔آج رات صاحبزادہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کو سہارنپور موبائل فون سے رابطہ کیا تو صاحبزادہ صاحب بہت خوش ہوئے اور آپ (معتکفین) پر سلام فرمایا اور خوب دعائیں دیں اور پھر رو کر فرمانے لگے کہ آج امت مسلمہ بہت مغموم ہیں ان کے لئے اللہ سے خصوصی دعائیں مانگا کریں تاکہ امت مسلمہ کا غم و کرب دور ہو۔

تصوف کا مقصد اور شیخ سے محبت

فرمایا:تصوف کا مقصد یہ ہے کہ آدمی میں اخلاص پیدا ہوجائے نہ کہ بزگی اور بڑائی۔اخلاص کا تعلق دل سے ہے تو جب تک اصلاح قلب نہ ہوجائے اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔آج کل لوگوں نے

تصوف کا معاملہ بزرگی لیا ہے تاکہ میں بزرگ بن جاؤ۔فرمایا:مرشد مرید کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔سالک جس قدر اپنے شیخ سے محبت کرتا ہے اتنا ہی اسے زیادہ نفع ہوگا۔اپنے شیخ کی محبت کو سب سے مقدم کرنا چاہیئے جیسے صوفیاء کی اصطلاح میں ''فناء فی الشیخ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہوجائے تو پھر اس کی بدولت اسے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت نصیب ہوتی ہے اور اسی میں ترقی کرتا ہے۔اس مرتبہ کو حضرات صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ''فناء فی الرسول '' کہتے ہیں۔اس محبت کی بدولت سالک کو عشق اور محبت خداوندی نصیب ہوتی ہے اور اس میں ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ ''فناء فی اللّٰہ'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔مجھے نہ صرف اپنے شیخ سے عشق ومحبت ہے بلکہ اپنے شیخ کے علاقے سے بھی۔اگر سہارنپور سے کوئی کتا بھی آجائے تو مجھے اس سے پیار ہے کیونکہ یہ میرے شیخ کے علاقے کا ہے۔

طلبِ خلافت

فرمایا:آپ لوگ یہاں بزرگ بننے کے لئے نہیں آئے ہیں اگر کسی کے دل میں یہ کدورت ہوتو وہ توبہ کرے، بلکہ اسلئے آئے ہو کہ دل کی گندگی جیسے تکبر،حسد،بغض کینہ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر دور کرے اور پھر دل روشن ہوکر محبت خداوندی اس میں پیدا ہوجائے ، نئے سالکین بھی اور اسی طرح خلفاء بھی اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ ہوتو دل سے نکالیں۔بعض لوگ خلافت کے حصول کے لئے یہاں آتے ہیں یہ خطرناک بات ہے بلکہ اپنے آپ کو مٹادو،گمنام کرو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں بلند کرے گا۔ خلافت کے طالب نہ بنو،بعض (لوگ) صرف اسی غرض سے آتے ہیں یہ خطرناک اور شیطانی وسوسہ ہے۔بعض ذکر سیکھنے کے بعد کوئی رابطہ وغیرہ نہیں کرتا ہے اور ذکر پر دوام نہیں کرتا،بعض سیکھنے کے بعد جلد بازی سے کام لیتے ہیں تاکہ خلافت مل جائے یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

خلافت ذمہ داری ہے

فرمایا: خلافت بہت بڑی ذمہ داری ہے اس سے بچنا چاہیئے میں اسی (خلافت کی بھاری ذمہ داری) کی وجہ سے بہت سے مباح کام بھی نہیں کرتا اسلئے کہ میرے وجہ سے میرے شیخ پر حرف نہ آئے اور کوئی یہ نہ کہے کہ دیکھو!یہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مرید اور خلیفہ ہیں اور یہی حرکتیں کرتے ہیں۔

اکابر کی تواضع اور جذبہ گمنامی

فرمایا:میرے حضرت شیخ (شیخ الحدیث حضرت اقدس محمد زکریا نورا للہ مرقدہ) فرمایا کرتے

تھے کہ مجھے ابتداء ہی سے طالب علمی میں مٹنے اور گمنامی کا جذبہ تھا جبکہ ہمارے ایک ساتھی تھے جس کے اندر خود رائی کا جذبہ تھا آج لوگ اس کو پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ ہمارے اکابر نے بھی ہمیشہ خود رائی سے دور بھاگتے تھے۔ایک بار سہارنپور کے اسٹیشن پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ کھڑے تھے ایک ساتھی مہمان آیا اور حضرت مولانا سے پوچھا کہ بھئی! محمد قاسم سے ملنا ہے وہ کدھر ملے گا۔حضرت نانوتویؒ نے ان کا سامان اپنے کندھے پر رکھ دیا اور چل پڑے یہ مہمان سمجھا کہ شاید کوئی مزدور ہو جب منزل پر پہنچ گئے تو سامان کندھوں سے اُٹھا کر کہا کہ ''بھائی! اس فقیر کو محمد قاسم کہا جاتا ہے'' ہمارے اکابر جیسے حضرت قاسم نانوتویؒ،حضرت یعقوب نانوتویؒ،حضرت شیخ الہندؒ،حضرت (خلیل احمد) سہارن پوریؒ،حضرت (حسین احمد) مدنیؒ وغیرہ کو یہ علم اور بڑا مرتبہ ذکر اللہ ہی سے نصیب ہوا تھا۔

ذکر اللہ کے برکات

فرمایا: اگر ذکر کروں گے تو دل میں روشنی پیدا ہو گی اور اس سے علوم و معارف کے چشمے نکلیں گے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آدمی کنواں کھودتا تو اس میں ہموار مٹی پتھر وغیرہ ہر چیز آجاتی ہے اور یہ مزدور محنت کر کے ایک پتھر کو تھوڑ دیتا ہے پھر دوسرا بڑا پتھر آجاتا ہے اس کو توڑتا ہے پھر تیسرا پھر چوتھا اسی طرح محنت کر کر کے بالآخر سارے پتھروں کو توڑ کر صاف اور میٹھے پانی کا چشمہ نکل آجاتا ہے اسی طرح ذکر اللہ سے بھی دل پر ضرب لگا لگا کر دل سے بڑائی، اپنی عظمت، تکبر، حسد اور بغض غرض جو بھی باطنی امراض و رذائل ہو اُسے دور کر دیتا ہے اور بالآخر دل صاف و روشن ہو کر علوم و معارف الٰہیہ کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔فرمایا: اللہ کا ذکر خوب توجہ سے کرو اور ذکر کرتے وقت اسم شریف سے ذہن مسمّیٰ کی طرف لے جانے کی کوشش کرو۔ایک مرتبہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اللہ کا نام چاہئے غفلت سے بھی لیا جائے فائدہ سے خالی نہیں۔

ذکر پر دوام

فرمایا: جس کو ذکر کی اجازت مل گئی ہے وہ گھروں پہ جاکے بھی ذکر کیا کریں اور اس کو نہ چھوڑیں بعض لوگ یہاں اعتکاف کے ماحول سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ جی! ہمیں ذکر سکھا دو! اور گھروں پر چونکہ ماحول نہیں اس لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ذکر اس لئے سیکھو تاکہ ندامت اور حسرت اپنے اعمالِ بد پر نصیب ہو اور رونا دھونا اللہ کے دربار میں نصیب ہو۔

ذکر کے آداب

فرمایا: ذکر نفی و اثبات وغیرہ یہ بطور علاج کے ہے جو طبیب ہی کی طرف سے تجویز کی جاتی

ہے اس میں نہ اپنی طرف سے کوئی گھٹاؤ اور نہ بڑھاؤ بلکہ اس طرح کرو جس طرح بتایا گیا ہے درمیان میں رابطہ بھی کرنا چاہئے، اگر اپنی طرف سے کوئی چیز بڑھایا یا گھٹایا تو فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ جب سے ذکر سیکھا ہے آج تک الحمد للہ مجھے کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ نفع ہی نفع ہوا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی نے اپنے شیخ کی طرف سے تلقین کی گئی اسباق ذکر واذکار کی حد درجہ تعمیل کی ہیں۔)

درورد شریف کی کثرت

فرمایا: جمعۃ المبارک کی رات کو درود پاک کی کثرت کرو دوسرے اعمال بھی کیا کرو جیسے تلاوت شریف، کلمہ شریف نوافل وغیرہ لیکن درود پاک کی کثرت کرنا چاہئے۔

شیخ کی ادب

فرمایا: آج کل بے ادبی عام ہوچکی ہے بعض (لوگ) ایسی حرکتیں کرتے ہیں جو یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ بے ادبی ہے۔ ہمارا حال اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایسا تھا جب فرماتے اُٹھو! تلاوت اور ذکر میں مشغول ہوجاؤ تو ہم فوراً اُٹھ جاتے۔ ملاقات کے لئے بھی شیخ کو تکلیف نہ دیتے ہاں! اگر خود فرماتے تو ملاقات ہوجاتا یا عمومی ملاقاتوں میں ہمیں بھی زیارت نصیب ہوتی۔

شیخ سے تعلق

فرمایا: بیعت ہونے کے بعد اپنے مرشد سے رابطہ رکھے۔ جب ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور میں تھے تو میں پوسٹل کارڈ کے ذریعے رابطہ کرتا جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو پھر حج وعمرہ وغیرہ میں ملاقات اور زیارت نصیب ہوتی تھی۔

شیخ کی تنبیہ

حضرت اقدس مدظلہ العالی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا۔ سب مجمع پر رقت طاری کی کیفیت تھی۔ ہر طرف سے رونے اور گڑگڑانے کی آوازیں نکلتی تھی۔ حضرت اقدس خود بھی بے اختیار رو پڑے اور فرمایا اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ اپنے مرید کی اصلاح کے لئے کوئی ڈانٹ، تنبیہ وغیرہ کرتا ہو تو یہ سنت ہے۔

بڑوں کے حقوق

فرمایا: چھوٹوں کو بڑوں کے کاموں میں دخل انداز نہیں ہونا چاہئے۔ بعض اوقات بڑے

بعض وجوہ کی بناء ہر کوئی کام کرتے ہیں جس میں کوئی شرعی مصلحت بھی پوشیدہ ہوتا ہے تو چھوٹوں کو اعتراض نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس شرعی مصلحت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

شیخ کی اجازت حدیث

فرمایا: مجھے میرے حضرت شیخؒ نے تمام صحاح ستہ بمعہ ریاض الصالحین کے اجازت دی ہے اور یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ ریاض الصالحین کا درس دیا کرو۔ (حضرت اقدس مدظلہ العالٰی رمضان المبارک میں صبح کی نماز سے پہلے ریاض الصالحین کا درس دیا کرتے تھے جو بحمد للہ آج تک جاری ہے۔)

سالک کے احوال

فرمایا: بعض دفعہ سالک پر ایسی حالت پیش آتی ہے کہ اسے ذکر اور مراقبہ میں جی نہیں لگتا اسے صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ''قبض'' کہا جاتا ہے۔ یہ قبض یا تو عدم ذکر کی وجہ سے آتا ہے یا کوئی گناہ سالک سے سرزد ہوا ہے تو پھر سالک کو اپنے شیخ سے مشورہ کرنا چاہئے۔

حفاظ کا مقام

فرمایا: حفاظ کرام کے سینے میں قرآن عزیز ہے اس کی قدر کرے، یہ بہت بڑی دولت ونعمت ہیا سی پر عمل کرنا چاہئے پھر چاہئے آپ پہاڑ کی چوٹی پر ہی کیوں نہ ہو اللہ وہاں بھی آپ سے دین کا کام لے گا۔ عہدوں اور دولت کی طلب مت کرو کیونکہ یہ چیزیں ہمیشہ نہیں ہوتے بلکہ ایک دن ضرور ختم ہوں گے۔ دولت آج ایک کے پاس ہے کل دوسرے کے پاس ہوتی ہے بلکہ اللہ کے عشق ومحبت کو طلب کرو جس سے دنیا بھی سنور ہوجائے گی اور آخرت بھی۔

خادم بنو!

فرمایا: مخدوم بننے کی کوشش نہ کرو بلکہ ہمیشہ اور ہر جگہ خادم بن جاؤ۔ خدمت کرو اسی نیت پہ کہ اللہ ہم سے راضی ہوجائے اور یہ حضرات معتکفین اللہ جل شانہ کا نام سیکھنے کے لئے تشریف لائیں ہیں۔ ان کی خدمت کریں یہ بہت بڑے سعادت کی بات ہے۔ میں جب فیصل آباد کو حضرت شیخ کے ہاں اعتکاف کے لئے جاتا تو سب (خدام) سے پہلے پہنچتا اور خدمت کی لسٹ میں نام بھی لکھواتا۔

خدمت کا مقصد

فرمایا: بعض خادم خدمت اس لئے کرتے ہیں تاکہ لوگوں میں نمایاں ہو جائے کہ دیکھو حضرت جی کا خاص خادم ہے۔ بعض دسترخوان پر خدمت اس لئے کرتے ہیں کہ خدمت والون کو اچھا مل جاتا اس کے ساتھ کھالیں گے۔ یہ سب شیطانی اور نفسانی خواہشات ہیں اس سے بچنا چاہئے کیونکہ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری:۱)

فتنوں کا دور

فرمایا: یہ فتنوں کا دور ہے۔علمائے کرام فتنوں کی نشاندہی کر کے عوام کو بتاتے ہیں تاکہ عوام ان فتنوں سے بچیں رہیں۔ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! آپ لوگ (علمائے کرام) بس صرف لوگوں کو کافر بناتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم کافر نہیں بناتے بلکہ کافر ہونا بتاتے ہیں۔

علماء کی ذمہ داری

فرمایا: علماء کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو غلط عقائد رکھنے والوں کی نشاندہی کریں۔ہمارے ہاں دوقسم کے لوگ ہیں اور دونوں افراط وتفریط میں مبتلاء ہیں۔پہلا طبقہ توحید کے نام پر اولیائے کرام اور اکابرین امت کی توہین کرتا ہے جبکہ دوسرا طبقہ محبت کے نام پر شرک کررہا ہے،اعتدال کا راستہ ہمارے اکابر(علماء دیوبند) کا ہے۔

علماء سے پوچھو!

فرمایا: ہر چیز (معاملہ) میں علماء سے پوچھ لیا کرو۔دین کو اپنے مطالعے کے زور سے مت سیکھو، یہ گمراہی ہے اگر کوئی شخص بیمار ہوجائے تو وہ ڈاکٹر کے پاس چلا جاتا ہے اور بھاری فیس صرف معائنے کے ادا کرتا ہے تو پھر دوائیاں دوسو وغیرہ کا ہوتا ہے لیکن فیس زیادہ ہوتا ہے۔آج کل کم از کم تین سو روپے فیس ہے تو باوجود یہ کہ طب کی کتابیں بھی موجود ہوتے ہیں اس میں یہی ترکیبیں ہوتی ہے لیکن اسے کوئی نہیں لیتا اور ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس سے مرض ٹھیک ہونے کے بجائے مزید بگڑنے کا اندیشہ ہے اسی طرح دین کا معاملہ بھی ہے۔اللہ سمجھ عطاء فرمائے۔

فرمایا: ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا چچا اور بڑے بھی تھے۔لیکن جب اس نے تکبر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ نے مستقل ایک سورت (سورۃ اللھب) ان کے عتاب میں نازل فرمایا اور قیامت تک یہ ضابطہ بنایا کہ میرے حبیب کے مقابلے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

دنیا ضرورت ہے

فرمایا: دنیا کو صرف ضرورت کی حد تک اختیار کرو نہ کہ مقصد بناؤ۔دیکھو میرے پاس اپنا گھر، بینک بیلنس، گاڑی وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے اور پھر بھی زندگی میں بڑا لطف وسکون ہے۔

ڈاکٹر محمود حسن، ڈاکٹر جمال مبروک *
عربی سے ترجمہ: مولانا انیس الرحمٰن ندوی

جگر کے کینسر کے خلیوں پر شہد اور کلونجی کا اثر

جگر کا کینسر دنیا کے سب سے عام اور مہلک کینسروں میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے، جس کے واقعات میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ زیادہ تر جگر کا کینسر جگر کی سروسس cirrhosis کے بعد شروع ہوتا ہے اور اکثر HBV یا HCV کے ساتھ دائمی انفیکشن کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ دیکھا گیا کہ آکسیڈیٹیو تناؤ اس بیماری کی پیدائش اور نشو ونما اور ساتھ ہی منظم اور پروگرام شدہ سیل کی موت کے عمل میں خلل ڈالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

دائمی ہیپاٹائٹس اور اس کا سائروسیس اور کینسر لاعلاج بیماریاں سمجھی جاتی ہیں، طب بے انتہا ترقی کے باوجود آج تک ان کا کوئی مؤثر علاج تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی ہے کیونکہ علاج کے استعمال کئے گئے طریقے ناکافی ہیں اور وہ مطلوبہ نتیجہ تک نہ پہنچاتیں، موجودہ دور میں شہد اور کلونجی کے ذریعے کئی بیماریوں سے علاج معالجہ عام ہو چکا ہے، باوجود یہ کہ یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، لیکن خدا قادر مطلق، ہمیشہ اپنے مذہب اور اپنے نبی کی حمایت و مدد کرنا چاہتا ہے اور وہ سچائی اور دیانت واضح کرنا چاہتا ہے جو اس نے اپنی طرف سے اپنے نبی کے ذریعہ بھیجی ہے اور چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنے دشمنوں کو بھی قرآن وسنت میں موجود سائنسی معجزات کی وضاحت کرتا ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارک میں کلونجی کے بیج کے استعمال کی سفارش کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إن في الحبة السوداء شفاء من كل داء إلا السام .(بخاری)

''کلونجی میں زہر کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔''

---

* شعبہ میڈیکل بائیوکیمسٹری، فیکلٹی آف میڈیسن، عین شمس یونیورسٹی۔ قاہرہ، مصر

اور ایک اور روایت میں ہے:

ما من داء إلا فی الحبة السوداء منه شفاء

''ایسی کوئی بیماری نہیں ہے جس کا کلونجی میں علاج نہ ہو''

اور یہ برکت والا بیج ہے، اگرچہ کہ اس کے نام مختلف ممالک میں مختلف ہیں لیکن جدید سائنس نے مدافعتی نظام پر اس کے عظیم اثرات کو دریافت کرلیا ہے، جس سے مددگار لیمفوسائٹس کے تناسب میں اضافہ ہوتا ہے اور بیماری کے قاتل خلیوں کی سرگرمی اور بڑی آنت اور چھاتی کے کینسر کو روکنے کی ان کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے۔ معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ دو کلمات (داء) اور (شفاء) میں مضمر ہے، ان دونوں الفاظ کا استعمال نکرہ کے طور پر ہوا ہے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ کلونجی میں ہر بیماری سے صد فیصد شفا رکھی گئی ہے۔ جدید سائنس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کلونجی میں جسم کے لئے بہت سے مفید عناصر موجود ہوتے ہیں جن میں فاسفیٹس، آئرن، فاسفورس، کاربوہائیڈریٹس، ہرقسم کے جراثیم کو تباہ کرنے والی اینٹی بائیوٹک، کینسر سے بچنے والا مادہ کیروٹین، اور جنسی ہارمونز کو مضبوط، افزودہ، متحرک اور پیشاب اور صفراء کو پیدا کرنے والا مادہ، اور ہاضمے کے انزائمز اور اینٹاسڈ وغیرہ شامل ہیں کیونکہ اس میں بیک وقت سکون آور اور محرک مادہ پایا جاتا ہے۔

شہد کے بارے میں جو قرآنی نصوص اور احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ان اولین نصوص میں سے ہیں جنہوں نے اس قیمتی مادے کے مکمل فوائد اور مقررہ علاج کی خصوصیات کی تصدیق کی ہے۔ لہٰذا فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَO ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاس (النحل: ٦٨-٦٩)

''اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور ان چھتوں میں گھر بنائے جو اس کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ پھر ہرقسم کے میوؤں سے کھاؤ پھر اپنے رب کی تجویز کردہ آسان راہوں پر چل ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

عن سعید بن جبیر، عن ابن عباسؓ، عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: الشفاء فی ثلاث: شربة عسل، وشرطة محجم، وكية نار، وأنا أنهى أمتی عن الكی (بخاری: ٥٦٨٠)

''سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے: شہد کے پینے، پچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے، اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

عن أبی سعید، أن رجلا، أتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال أخی یشتکی بطنه،فقال: اسقه عسلا،ثم أتی الثانیة فقال: اسقه عسلا، ثم أتاه فقال فعلت فقال: صدق اللّٰه، وکذب بطن أخیك، اسقه عسلا، فسقاه فبرأ (رواہ البخاری)

''ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میرے بھائی کو پیٹ کی شکایت ہے۔ آپ نے کہا: ''اسے شہد پلاؤ''، پھر وہ دوسری مرتبہ آیا تو آپ نے کہا: ''اسے شہد پلاؤ''۔ پھر وہ آپ کے پاس (تیسری مرتبہ) آیا اور کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تو آپ نے کہا: "خدا نے سچ کہا اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے، اسے شہد پلاؤ، چنانچہ اس نے اسے شہد پلایا اور وہ شفایاب ہوگیا۔''

اسی طرح اس کے معجزہ میں سے ان کا یہ قول بھی ہے:

علیکم بالشفائین العسل والقرآن

''تمہارے پاس دو شفاء ہیں: شہد اور قرآن'' (ابن ماجہ)

وعن أبی هریرة، قال رسول اللّٰه:(من لعق العسل ثلاث غدوات کل شهر لم یصبه عظیم من البلاء) (رواہ ابن ماجه)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس نے ہر ماہ تین مرتبہ صبح شہد چاٹا اسے کوئی بڑی مصیبت نہیں آئے گی۔

جدید سائنس نے ٹائیفائیڈ، معدے اور پیچش کی بیماریوں کے علاج کے ساتھ ساتھ بعض کینسروں کے خلاف مزاحمت میں شہد کے عظیم فائدوں کو ثابت کیا ہے، لہٰذا باری تعالیٰ نے سچ کہا ہے

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ○ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی (النجم: ۳-۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ یہ ایک وحی کے سوا کچھ نہیں ہے جو نازل ہوتی ہے۔''

شہد اور کلونجی پر بہت ساری سائنسی تحقیقات ہو رہی ہیں، اس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی

قدرت کے سامنے توقف کرنے کا ایک موقع فراہم ہو رہا ہے، ہر کوئی اب یہ محسوس کر رہا ہے کہ ان دو حیرت انگیز مرکبات میں بہت سے طبی راز پوشیدہ ہیں۔ ہمارے ایمان، یقین اور اللہ تعالیٰ اور اس کے عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلوص کی قبولیت کیساتھ، یہ مطالعہ دائمی ہیپا ٹائٹس (سی) Chronic hepatitis C اور جگر کے کینسر liver cancer کی روک تھام اور اس کے علاج میں شہد اور کلونجی دونوں کی تاثیر کو ظاہر کرنے اور شہد اور کلونجی کے ساتھ علاج کرتے وقت کینسر زدہ جگر کے خلیوں کے اندر متحرک ہونے والے کیمیائی اور حیاتیاتی عمل کو تلاش کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

اس مقصد کے حصول کے لئے، ہیپا ٹائٹس سی کے دائمی انفیکشن کے نتیجے میں انسانی جگر کے کینسر کے خلیات HepG2 کو لیبارٹری میں کلچر کیا گیا، اس کی تقریباً مکمل نشوونما کے بعد، اس کا علاج شہد کی بڑھتی ہوئی خوراک (20%–5%) اور کلونجی کے عرق (ml/5000ug- ml/ug 0001) سے کیا گیا نیز ان دونوں کے مرکب کا استعمال کیا گیا جو چھ گھنٹے سے 72 گھنٹے کی طویل مدت پر محیط تھا۔

پھر ہم نے کینسر کے خلیات کی عملداری اور ان کے زندہ رہنے اور بڑھنے کی صلاحیت کا تجربہ کیا، اس کیساتھ ساتھ کینسر کے خلیوں کے اندر آکسیڈیٹیو تناؤ کی نشاندہی کرنے والے کچھ کیمیائی اشارے کی پیمائش کی گئی، جو کہ ایک مادہ (NO) ہے، اور اسے آکسیڈائز کرنے والے مادوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے جو کینسر کا باعث بن سکتا ہے اور خلیوں کی تعداد کو تیزی سے دوگنی کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس کیساتھ ساتھ TAS کی پیمائش، جو آکسیڈیٹیو عوامل سے نمٹنے کیلئے خلیے کی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے اور جو کینسر کے مرض سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں، ہم نے ایک مادے (Caspase 3) کی سرگرمی کی شرح کی پیمائش کی جو جگر کے کینسر کے خلیوں کی پروگرام شدہ موت کے عمل کو متحرک کرنے میں ایک فعال جزو ہے اور جو کامیاب علاج کی صورت میں ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تمام پیمائشیں ان تمام خلیوں پر کی گئیں جن میں لیبارٹری میں کاشت اور نشوونما کے دوران شہد اور کلونجی کا عرق شامل کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ، وہ خلیات بھی تھے جن میں شہد اور کلونجی کو کنٹرول گروپ کے طور پر شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس طرح، ہم دونوں گروپوں کے درمیان نتائج کا موازنہ کرنے اور شہد اور کلونجی کی تاثیر اور جگر کے کینسر کے خلاف مزاحمت کرنے کی ان کی صلاحیت کو ظاہر کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ان تحقیقات کے نتائج نے کینسر کے خلیات کی زندگی پر مضبوط شماریاتی اہمیت کے ساتھ ساتھ NO کی شرح مین منفی اثر ظاہر کیا ہے، جہاں کمی کی شرح بالترتیب 89%– اور 55% تک پہنچ گئی .یہ تاثیر ان خلیوں میں واقع ہوئی جن کا علاج شہد اور کلونجی کے عرق کے اعلیٰ ارتکاز کے ساتھ 72 گھنٹے تک کیا گیا تھا کنٹرول سیلز کے مقابلے میں۔ ان نتائج نے (TAS) اور (Caspase 3) پر مضبوط شماریاتی اہمیت کے ساتھ مثبت اثر کا بھی اشارہ کیا، جہاں اضافہ کی شرح بالترتیب 97% اور 88% تک پہنچ گئی۔ یہ تاثیر ان خلیوں میں واقع ہوئی جن کا علاج شہد اور کلونجی کے عرق کے اعلی ارتکاز کے ساتھ 72 گھنٹے تک کیا گیا تھا کنٹرول سیلز کے مقابلے میں لہٰذا ان تحقیقات نے شہد اور کلونجی کے اینٹی آکسیڈنٹس اور پروگرام شدہ سیل ڈیتھ کے عمل کو متحرک کرنے والے اور پھر کینسر کے خلاف دفاعی اور حفاظتی ذرائع کے طور پر موثر کردار کو ظاہر کیا ہے۔

مندرجہ بالا نتائج کے علاوہ، اس تحقیق میں یہ بھی دیکھا گیا کہ ایک طرف شہد اور کلونجی کے ساتھ علاج کئے جانے والے کینسر زدہ جگر کے خلیات کی قوت حیات میں مشاہدہ شدہ کمی اور نائٹرک آکسائیڈ کی شرح کے درمیان اعداد و شمار کے لحاظ سے ایک مضبوط اہم لکیری رجعت ہے۔ دوسری جانب شماریاتی تجزیے کے نتائج سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نائٹرک آکسائیڈ کی شرح میں کمی کا سب سے مضبوط اور براہ راست اثر کینسر کے خلیات کی قوتِ حیات میں کمی پر پڑا، جس کے بعد کیسپیسز caspases کی سرگرمی میں اضافہ ہوا۔

جہاں تک خلیوں کی آکسیڈیشن کے خلاف مزاحمت کرنے کی صلاحیت کا تعلق ہے تو شہد اور کلونجی کے عرق سے علاج کئے جانے والے خلیوں میں غیر معمولی اضافے کے باوجود، کینسر کے خلیوں کی موت میں اس کا براہ راست کردار نہیں تھا، تاہم، اس کا کردار کینسر کو روکنے یا اس کے بڑھنے اور پھیلاؤ کو محدود کرنے تک محدود ہے۔ اس مطالعہ کے فریم ورک کے اندر، ہم جگر کے کینسر سے لڑنے میں اس شاندار خدائی دوا (شہد اور کلونجی) کی تاثیر کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ان کا ایک حفاظتی اثر ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک مؤثر علاج بھی ہے۔ یہ دوہرے طریقے سے رو بہ عمل رہتا ہے: ایک آکسیڈیٹیو تناؤ کو کم کرتا ہے اور دوسرا کینسر کے خلیوں کی موت کے باقاعدہ عمل کو متحرک کرتا ہے۔

یہ اس بحر بیکراں کا محض ایک نقطہ ہے جو ابھی تک ناقابل تسخیر ہے، سائنس اب بھی اس کے سامنے اپنے تمام تر اکتشافات کے ساتھ عاجز و منکسر کھڑی ہوئی ہے لہٰذا یہ فرمان الٰہی کس قدر صحیح اور سچا ہے ''اور تمہیں محض تھوڑا سا علم دیا ہے۔''

جناب محمد عاصم حفیظ
کالم نگار روزنامہ ''پاکستان''

سوشل میڈیا سے جڑی نسل اور والدین کی ذمہ داری
پب جی گیم وغیرہ: بچے زندگی کو ہی گیم سمجھنے لگے ہیں

کراچی کی دو لڑکیوں دعا زہرہ اور نمرہ کاظمی کے مبینہ ''اغواء'' واقعات کے ڈراپ سین نے ہر ایک کو ہلا کر رکھ دیا، دعا زہرہ کیس بھی سامنے آیا کہ پب جی کھیلتے کھیلتے جنگجو اصل میں زندگی کے ''مشن'' پر نکل پڑے، گھر سے فرار ہوئے، لاہور میں کورٹ میرج کی، چھپتے رہے، حویلی لکھا سے گرفتار ہوئے۔

نمرہ کاظمی کی کہانی بھی کچھ یوں ہی ہے، کراچی کی یہ لڑکی تونسہ سے برآمد ہوئی اور اس نے ویڈیو بیان میں بتایا کہ وہ مرضی سے آئی اور اپنا نکاح کر کے خوش ہے۔ یہ کہانی ہے آج کی سوشل میڈیا نسل کی۔

والدین بیچارے سہولیات دینے کی جدوجہد میں سب حاضر کر دیتے ہیں کہ بچے میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ اس کے پاس ہر قسم کے آلات ہوں، انٹرنیٹ ہو اور بچے یہ والی پب جی کھیلتے ہیں، خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ والدین تک کو قتل کر دیتے ہیں، گیم میں دھوکہ دینا سیکھتے ہیں، چال چلنا، چھپ جانا اور کسی کے خلاف پلاننگ کرنا اور بہت کچھ۔

اس نسل کے لئے سب کو سوچنا ہوگا، یہ گیمر نسل ہے، زندگی کو بھی گیم سمجھتی ہے، زندگی کیا ہے؟ اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کی مشکلات کیا ہیں؟ لمبی زندگی اور رشتے کیسے گزارنے ہیں؟ انہیں اس سے کیا، انہیں تو گیم کھیلنی ہے، زندگی کو گیم سمجھنا ہے۔

والدین کدھر جائیں، ہر کسی کا سوال یہی ہے کہ والدین کی ذمہ داری تھی نظر رکھا، یقین مانیں یہ کہنا آسان ہے لیکن حقائق بہت بھیانک ہیں۔ معاشی پریشانیاں ہیں اور معاشرتی پریشر اگر بچوں پر سختی کی جائے، انہیں سوشل میڈیا آلات سے محروم رکھا جائے تو خاندانی پریشر کہ اپنے بچوں کو ترقی سے روک رہے ہیں۔ ساری ایجوکیشن اب تو آن لائن ہو چکی۔ اسائنمنٹ، نوٹس، کتب، ہر چیز موبائل اور لیپ ٹاپ یا ٹیبلٹ میں موجود ہوتا ہے، کئی سکولز تو کتب ختم کر رہے ہیں۔ صرف آلات

ہوں گے، ان کے ساتھ جڑا انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور گیمز۔ یہ معاملہ کچھ اتنا سادہ بھی نہیں ہے، والدین کہاں کھڑے ہیں؟ معاشی حالات ایسے کہ کون ہوگا جو دو سے تین آمدن کے ذرائع میں دن رات مصروف نہ ہو۔ اگر آمدن کم کریں تو گھریلو پریشانیاں، گھر پر وقت کیسے دیں؟ جب دو سے تین نوکریاں، کاروبار یا مصروفیات ہوں گی تو وقت کیسے ملے گا؟ اگر وقت کے لئے آمدن محدود کریں گے تو ان بچوں کی خواہشات کیسے پوری کریں گے، ایسا لگے گا کہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے اور بچوں کو بھی محروم رکھا۔ انہیں وسائل اور اچھی تعلیم نہ دلا سکے، ان کے لئے سہولیات فراہم نہ کر سکے اور اگر یہ سب پورا کرنے کے لئے دو سے تین آمدن کمانے نکلیں تو پھر بچے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔

اسی طرح موبائل و دیگر آلات فراہم کرنے کے حوالے سے بھی مشکلات ہیں اگر بچوں کو دور رکھیں تو پھر وہ اپنی کلاس، دوستوں، رشتہ داروں کے ساتھ نہیں چل پاتے، ہر جگہ طعنے ملتے ہیں کہ تمہیں تو کچھ پتہ ہی نہیں، بچے ایک طرح کے احساس محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں، تعلیمی ادارے آن لائن ہو چکے ہیں۔ رابطے ان آلات کے باعث ہیں، اطلاعات، نوٹیفیکیشن سمیت سب کچھ انہی موبائلز پر آتا ہے، اب والدین بچوں کو ان آلات سے کیسے دور رکھ سکتے ہیں؟ جب سسٹم ان پر چل رہا ہے چند ضروری ایپلیکشنز پر بھی ہر طرح کے اشتہارات اور مواد آ رہا ہے۔ کوئی قانون موجود نہیں اور اسے روکا نہیں جا سکتا۔

اسی طرح نظر رکھنا بھی آسان تھوڑی ہے، کیا ہر والدین انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ایکسپرٹ ہوتے ہیں؟ کیا وہ چپکے چپکے موبائل ڈیوائسز چیک کیا کریں، یہ کہنا اور عملی طور پر کرنا کتنا آسان و مشکل ہے سب خود سوچ سکتے ہیں، شکی والدین ہونے کا طعنہ اور بچوں کی نظروں میں مشکوک ہونے کا ڈر۔

ان مسائل کا حل کوئی سادہ فارمولا نہیں ہے، یہ ایک مسئلہ نہیں بلکہ معاشرے کے دیگر مسائل سے جڑا ایک حصہ، اس کا حل یہی ہے کہ معاشرے میں سب مل بیٹھیں، اقدار بدلنی ہوں گی، رسومات سے چھٹکارا پانا ہوگا۔ خاندانی نظام کی بحالی کی تحریک چلانی ہوگی، بچوں کی کونسلنگ، انہیں متبادل فراہم کرنے، ان کی ٹیکنالوجی سے مرعوبیت کو ختم کرنا ہوگا۔ شوبز، میڈیا، رومانی فلم و ڈرامے کے موضوعات کو جدوجہد، تعمیر و ترقی اور معاشرتی اصلاح کی جانب موڑنا ہوگا، اگر اس بارے سنجیدہ کوششیں شروع کر دی جائیں تو ہی بہت جلد ہم اس طوفان کے آگے بند باندھ سکتے ہیں ورنہ سوشل میڈیا کے زیر اثر یہ گیمر نسل سب کو گھما کر رکھ دے گی۔

مولانا شمس الحق ندوی *

مشکلات کے سامنے شکست و ہار ماننا جوانمردوں کا کام نہیں!

شوال کا مہینہ دینی مدارس کے نئے سال کے شروع ہونے کا وقت ہوتا ہے، جہاں علوم نبوت کے سکھانے اور پڑھانے کا کام کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ طلبہ میں قرآن وحدیث اور دوسرے دینی علوم سکھانے اور پڑھانے کے ساتھ ان کی دینی غیرت وحمیت کو اس درجہ پیدا کرنے کی فکر و کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو خریدا نہ جاسکے یعنی دنیاوی جاہ ومنصب اور مال ودولت کا لالچ دے کر ان کو دین کے ایک شوشہ کے بھی انکار یا چھوڑنے پر آمادہ نہ کیا جاسکے اور نہ ہی دنیاوی علوم وایجادات کا ان پر ایسا رعب ڈالا جاسکے جو ان کے اندر احساس کمتری پیدا کرے۔

جب حقیقت وہ ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا تو ذمہ دارانِ مدارس کے کام کی اہمیت وضرورت کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے اور خود کارکنانِ مدارس کو اپنی اس ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لیے جس ایثار وقربانی اور عزم واستقامت کی ضرورت ہے، ان کا اس سے ذرا بھی غفلت سے کام لینا، اس اعلیٰ مقصد کو کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اور خود ان کے مردم سازی کے منصب عظیم کو داغ دار کرسکتا ہے لہٰذا طلبہ کی تربیت اور ان کی دینی حس کو بیدار کرنے کے لیے بڑی توجہ، محنت اور یکسوئی کی ضرورت ہے، تاکہ مادہ پرست، کوتاہ بیں دنیا میں پیغمبرانہ خودداری اور دنیا کے پیمانوں کے انکار اور حقارت کا اظہار ہو اور آخری سہارا ٹوٹ جانے کے بعد بھی اللہ کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم وحوصلہ سے بھرے ہوئے یہ الفاظ کہ: ''چچا جان! اگر یہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا رکھ دیں تب بھی میں اپنی پیغمبرانہ ذمہ داری کو ادا کرنے سے باز نہیں رہ سکتا'' اور

---

* مدیر ماہنامہ ''تعمیر حیات''، لکھنو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی زندگی میں اس کا یہ عملی نمونہ پیش کر دیا کہ:

''بڑھتے ہوئے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا چاہیے خواہ وہ آگے نہ بڑھ سکے، حق پر جمے رہنا چاہیے، چاہے مخالفت کا کتنا ہی زور ہو، غلط کو غلط سمجھنا چاہیے چاہے اس کو حکومت وتسلط ہی کیوں نہ حاصل ہو، باطل کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا چاہیے چاہے اس کو غلط ہوتے ہوئے قبول عام ہی کیوں نہ حاصل ہو، لوگوں کو خیر کی دعوت دیتے رہنا چاہیے خواہ اس کے جواب میں تکلیف وایذا ہی سے کیوں نہ دوچار ہونا پڑے، فرض کو فرض سمجھ کر ادا کرتے رہنا چاہیے چاہے اسکا نتیجہ سامنے نہ آئے، ذمہ دار کو ذمہ داری سمجھ کر انجام دیتے رہنا چاہیے خواہ اس کا کوئی بڑا فائدہ نہ دکھائی دے، مرد مومن کا اپنی مردانگی پر قائم رہنا ہی اس کا طرۂ امتیاز اور تمغہ جواں مردی ہے، چاہے اس کے گرد وپیش کی ہر ہر چیز اس کو پیس ڈالنا چاہتی ہو''۔

جب علماء وارثین انبیاء ہیں تو ان کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت کا آئینہ سامنے رکھ کر کام کرنا ضروری ہے، تاکہ ان سے وہ کام انجام پائے جس کو علماء ربانی انجام دیتے آئے ہیں، چراغ سے چراغ جلتا آیا ہے، کام بلاشبہ بہت مشکل وکٹھن ہے لیکن اس کا انعام اور اس کی سرفرازیاں بھی بہت بڑھ چڑھ کر ہیں، ذمہ داریوں سے غفلت اور اس کی ادائیگی میں ادنیٰ کوتاہی اور مشکلات کے سامنے سپراندازی جواں مردوں کا کام نہیں لیکن دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ ہمتیں ایسی پست ہورہی ہیں اور مال ودولت کی طلب کا ایسا غلبہ ہورہا ہے کہ بزرگوں کے خاندانوں میں جہاں پشتوں سے دینداری اور بزرگی چلی آرہی تھی، مغرب کی نقالی، دین سے بے رغبتی بلکہ دین کی تحقیر اور شعائر اسلامی سے وحشت اور ان کے ساتھ تمسخر کیا جارہا ہے۔

یہ اس وجہ سے ہوا کہ اتنی عظیم نعمت اور ایسے اونچے منصب کی ناقدری کی گئی جس کا ان کی اگلی نسلوں پر اثر پڑا، اور وہ دین سے دور ہی نہیں بلکہ دین کی مخالف ہوگئیں اور اس کا مذاق اڑانے لگیں، اس مناسبت سے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی اس وصیت کو نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جو انھوں نے اہل خاندان کو جمع کر کے فرمائی تھی، فرمایا کہ:

(۱) کبھی ظالم نہ بننا، مظلوم بن جانا، تو تم ان شاء اللہ ترقی کرو گے لیکن اگر ظالم بنے تو پھر تم ترقی نہیں کر سکتے، وہیں سے تمہارا راستہ بدل دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ آئے گی۔

(۲) دوسری بات یہ فرمائی کہ حرام مال سے ہمیشہ بچتے رہنا بلکہ مشتبہ مال سے بھی بچنا، اگر چہ مشتبہ مال سے بچنا مشکل ہے لیکن بچنے کی کوشش کرنا۔

(۳) تیسری بات یہ فرمائی کہ صلہ رحمی کرتے رہنا چاہیے تمہارے رشتہ دار تمہارے ساتھ کچھ بھی کریں، تم ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی سلوک کرتے رہنا۔

بگڑے ہوئے دیندار گھرانوں اور علماء کے خاندانوں کے حالات معلوم کیے جائیں تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی ہوئی باتوں میں سے کسی بات کی کمی ضرور پائی جائے گی۔

وصیت کے وقت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ: میں تاریخ کا طالب علم ہوں اور ہر جگہ سے تقریباً واقف ہوں، بڑے خاندان، اولیاء اللہ، علماء کے خاندان ختم ہوگئے، ان کی اولاد میں بے دینی آگئی اور اولادیں بگڑ گئیں اور دوسرے راستہ پر پڑ گئیں۔

جب دنیا طلبی اور مال وجاہ کی خاطر اپنی خاندانی خصوصیات وامتیازات کو داؤ پر لگا دینے میں ذرا بھی جھجک نہ پائی جاتی ہو، اور دین دار گھرانوں کی بھی وہ مثالیں ہوں جن کا اوپر ذکر ہوا تو مدارس کے کارکنان کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کتنی دشواریاں پیش آئیں گی؟ ان کے بیان کی ضرورت نہیں لیکن اہل ہمت ہمیشہ ایسے ہی حالات میں کام کرتے آئے ہیں اور انہوں اپنے بعد آنے والے کام کرنے والوں کے لیے بڑے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں۔

لہٰذا ہمت وحوصلہ کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جن پر کوششیں کی جائیں گی ان میں سے سعید روحوں کو فائدہ پہنچے گا اور ان پر محنت ٹھکانے لگے گی، جو بگڑیں گے، وہ اپنی شقاوت و بدبختی سے بگڑیں گے، ان پر کچھ زور نہیں کہ

''اِنَّكَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ''

لہٰذا بگڑتوں کو دیکھ کر ہمت نہ ہارنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہمت وحوصلہ عطا فرمائیں (آمین)

جناب محمد عاصم قریشی
معروف بلاگر وصحافی

خوشامد: ایک معاشرتی برائی

اسلام میں خود پسندی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اس کی جہاں ممانعت بھی وارد ہوئی ہے وہاں ہی کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ کہیں شیطان اس بندے کو مغرور، متکبر نہ بنادے، اسلام ایک انسان کی ہر معاملے میں بہترین رہنمائی کرنے والا دین ہے اسلام نہیں چاہتا کہ ایک انسان اپنی حدود کو پار کرئے کہ جس کی وجہ سے اس کی زندگی میں خرابی آئے، اسلام نے ہر معاملے میں بہترین رہنماء اصول دیئے ہیں اگر ان اصولوں کو فراموش کر کے ان کے خلاف اقدام کئے جائیں تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے جو آخر کسی بڑے فتنے کا سبب بن جاتا ہے اور انہی اصولوں میں سے ایک اصول ہے کسی انسان کے سامنے اس کی تعریفوں کے پل باندھنا کہ جس کی وجہ سے وہ بندہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے انسان کے اندر تکبر کا بیج بودیتا ہے اور جس انسان میں تکبر آ گیا تو سمجھ لو کہ اس کی آخرت تباہ ہوگئی۔

ابلیس، شیطان بھی اسی تکبر کی وجہ سے برباد ہوا تھا، تکبر اللہ کو بہت ناپسند عمل ہے اس لئے اسلام نے اس تکبر کو ایک انسان کے اندر آنے کے رستے بند کرنے کی طرف توجہ دی ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

> حدثنا أبو بكر بن أبی شيبة حدثنا غندر عن شعبة عن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف عن معبد الجهنی عن معاويةؓ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إياكم والتمادح فإنه الذبح ۔
>
> ''حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ایک دوسرے کی خوشامد اور بے جا تعریف سے بہت بچو کیونکہ یہ تو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔'' (ابن ماجہ:۱۲۸۴)

اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوا کہ کسی انسان کے سامنے اس کی تعریف کرنا اس

کو ذبح یعنی ہلاک کرنے کے مترادف ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ وہ شخص خود پسندی اور تکبر کا شکار ہوجائے اور شیطان کی طرح گمراہ ہوجائے۔اسی طرح کی ایک حدیث مسند احمد میں بھی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، البتہ یہ کلمات اکثر جگہوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر کرتے تھے کہ ایاکم والمتادح فانه الذبح (مسند احمد: ۶۱۳۹۵) منہ پر تعریف کرنے سے بچو کیونکہ یہ اس شخص کو ذبح کر دینا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویات اس ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے معاشرے میں کچھ عجیب سی حرکات ہورہی ہیں اگر کوئی دین کے علم سے نابلد انسان ایسی حرکت کرئے تو دُکھ نہیں ہوتا کہ وہ جاہل ہے مگر افسوس کہ ہمارے اہلِ علم حضرات بھی اس مرض کے شکار ہوچکے ہیں کہ جب وہ کسی فورم پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان کے سامنے ان کی خوب تعریف کی جاتی ہے اور وہ صاحب اُس تعریف کرنے والے کو منع بھی نہیں کرتے کہ بھائی! منہ پر تعریف نہ کرو اس سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس مرض میں سیاسی اور مذہبی سبھی طرح کے لیڈران شامل ہیں، میں سبھی پر اس کا اطلاق نہیں کرتا مگر اکثریت اس کا شکار ہوچکی ہے، مثلاً جب کسی سیاسی پارٹی کا جلسہ ہوتا ہے تو وہاں پر موجود امیدوار برائے پارلیمنٹ کے سامنے اس کی خوب تعریف کی جاتی ہے اور اس کے نام وہ وہ کام لگائے جاتے ہیں جو اس نے کئے بھی نہیں ہوتے ہیں اور وہ صاحب اس خوشامدی پر پھولے نہیں سماتے چلو یہ لوگ تو دین کے علم سے بے بہرہ ہیں ان کو ان احادیث کا علم نہیں ہوگا، ویسے یہ احادیث پرائمری کے نصاب میں شامل ہیں مگر افسوس کہ ہمارے اکثر حکمران جاہل اور ان پڑھ ہیں جعلی ڈگریاں لے کر ہم پر مسلط ہوجاتے ہیں مگر دوسری طرف مذہبی رہنماء بھی کم نہیں ہیں ان کے سامنے ان کو ایسے ایسے خطاب سے نوازا جاتا ہے کہ جو خطاب کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ بھی نہیں لگاتے ان کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں مولانا، رہبر ملت، رہبر طریقت، رہبر معرفت، شیخ المشائخ، مفکر اسلام، سند المفسرین، فیض ملت، ملک التحریر، امام المناظرین، شمس المصنفین، عمدۃ المفسرین، استاد العرب والعجم، غواث بحر حقائق، محدث وقت، رئیس التحریر، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، عالم شریعت، پیر طریقت، حامی سنت، ماحی بدعت، باعث خیر و برکت، امام عشق ومحبت، حضرت شیخ الفضیلت، آفتاب رضویت، ضیاء ملت، مقتدائے اہلسنت اور قطب مدینہ۔

یہ صرف ایک مثال کے طور پر ہیں ورنہ اس سے بھی بڑے بڑے القابات سے نوازا جاتا ہے مگر

مجال ہے کہ وہ صاحب جن کو یہ القاب نوازے جارہے ہوں وہ ان لوگوں کو منع کریں کہ بھائی! آپ کیوں میرے منہ پر میری تعریف کئے جارہے ہو؟ اس سے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کیا ہے، میں اکثر سوچتا ہوں کہ کیا ان حضرات کے سامنے سے یہ حدیث بھی نہیں گزری؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا؟ پھر اسے دوسرں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن مجید پڑھا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم:۴۹۲۳)

ایک اور حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا گیا لیکن میں نے اسے خود نہیں سنا کہ تم میں ایک قوم ایسی آئے گی جو عبادت کرے گی اور دینداری پر ہوگی، حتیٰ کہ لوگ ان کی کثرت عبادت پر تعجب کیا کریں گے اور وہ خود بھی خود پسندی میں مبتلا ہوں گے، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔(مسند احمد: ۱۹۴۰)

ان واضح احکامات کے ہوتے ایک مسلم کبھی بھی خود پسندی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے سامنے کسی کو تعریف کرنے کی اجازت دینی چاہیے مگر افسوس کہ اہلِ علم طبقہ بھی اس مرض کا شکار ہو چکا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جس بندے نے اللہ کی رضا کے لئے دین کا علم حاصل کیا ہوگا وہ ایسی حرکت کسی کو بھی کرنے نہیں دے گا اور جس نے علم حاصل ہی اس لئے کیا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اس کو القابات سے نوازیں وہ بلا کیونکر لوگوں کو منع کرئے گا۔

اب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر کیسا عمل تھا؟

ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کے منہ پر تعریف کرنا شروع کردی تو مقداد بن الاسود نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور اس کے چہرے پر پھینک دی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں سے ملو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دیا کرو۔(ابن ماجہ:۳۷۴۲)

اور آج ہم کیا کر رہے ہیں؟ کیا آج تک مَیں نے آپ نے اس حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا ہے؟ اگر اتنی ہمت نہیں کہ مٹی منہ پر پھینک سکیں تو کم از کم کسی کو منہ پر تعریف ہی کرنے سے ہی روک دیا کریں میرے خیال سے اس میں کوئی مشکل بات نہیں ہوگی۔اب تعریف کرنے کا مسنون طریقہ بھی آپ بھائی لوگ نوٹ فرمالیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اثنى رَجُلٌ على رَجُل عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا اخاه لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللَّهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَاكَ منه(البخاری:٢٦٦٢)

''حضرت عبدالرحمٰن بن بکرہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی دوسرے آدمی کی تعریف بیان کی تو آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دہرایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی تعریف ہی کرنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ وہ ایسے کہے میرا گمان ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور میں اس کے دل کا حال نہیں جانتا انجام کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے۔''

اس حدیث میں بھی اس بات کا خدشہ پیش کیا کہ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی یعنی تو نے اپنے بھائی کو ہلاک کردیا یہ الفاظ چھوٹے نہیں ہیں جو ان کو اگنور کردیا جائے بلکہ ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم میں ہزاروں دانائیاں پوشیدہ ہوتی ہیں اور اس میں ایک یہ دانائی کی بات بھی ہے کہ کہیں وہ بندہ غرور وتکبر کا شکار نہ ہوجائے اور اس حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بالکل واضح ہوئی کہ اگر تعریف کرنی ہے تو پہلے وہ کہے کہ میرا گمان ہے اور اصل حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ایسے ایسے ہے یعنی اس میں فلاں فلاں اچھائی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایک کامل مسلم بنائے جو ہر معاملے میں قرآن وسنت کا پابند ہو (آمین ثم آمین یارب العالمین۔)

جناب محمد ابراہیم خان *

ماحول کے لیے کچھ سوچئے !

دنیا بھر میں موسموں کا پیٹرن تبدیل ہو رہا ہے، یہ سب کچھ قدرت کے کھاتے میں ڈال کر سکون کی چادر تان لینے کا رجحان عام ہے۔ ہم غور نہیں کرتے کہ قدرت نے ہمارے لیے جو سختیاں اور نرمیاں رکھی ہیں وہ ہمارے مزاج اور سکت کو دیکھتے ہوئے رکھی ہیں مگر جب ہم اپنے لئے مشکلات کا انتخاب کرتے ہیں تو قدرت کا پیدا کردہ توازن بگڑ جاتا ہے۔ ہمارا پیدا کیا ہوا بگاڑ پورے ماحول کو خرابیوں سے دوچار کرکے دم لیتا ہے، ہر دور کے انسان نے قدرت کے خلق کردہ ماحول کو محض بگاڑنے سے غرض رکھی ہے، لوگ قدرتی ماحول سے خوب استفادہ کرتے ہیں مگر اس میں پیدا ہونے والی کمی یا خامی کو دور کرنے پر متوجہ نہیں ہوتے، اللہ نے ہمیں جتنے بھی قدرتی وسائل عطا کیے ہیں وہ سب ہمارے لیے ہیں مگر انہیں پائیدار بنائے رکھنے کے لیے لازم ہے کہ انہیں ڈھنگ سے بروئے کار لایا جائے، خرابیوں کو دور کیا جائے۔ محض بگاڑ پیدا کرتے رہنے کی ذہنیت نے آج پورے کرہ ارض کو انتہائی نوعیت کی صورتِ حال سے دوچار کر رکھا ہے۔

زمین سے فصلیں حاصل کرنے پر تو خوب توجہ دی جاتی ہے مگر زمین کی زرخیزی برقرار رکھنے یا بڑھانے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا۔ اِسی طور بہت سا کچرا جہاں جہاں پڑا رہنے دیا جاتا ہے، لوگ سوچتے نہیں کہ کچرا پڑے پڑے خرابیوں ہی کی آماجگاہ بنا رہتا ہے، کچرے کے ڈھیر وباؤں کو جنم دیتے ہیں۔ پس ماندہ علاقوں میں لوگ ماحول کو صاف رکھنے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دیتے اور پھر اس کا خمیازہ بھی بھگتتے ہیں۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ سوچے سمجھے بغیر آگ لگاتے رہنے سے جو دھواں پیدا ہوتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ دھواں کسی دوسرے سیارے کا رخ نہیں کرتا، وہ ہمارے ماحول ہی میں سرایت کرتا رہتا ہے، ہمارا پیدا کردہ دھواں دوسرے علاقوں کو خراب کرتا ہے اور دوسروں کا پیدا کردہ دھواں ہمارے ماحول کو گندا کرتا ہے، یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، خرابیاں پنپتی رہتی ہیں مگر لوگ اصلاحِ احوال پر مائل نہیں ہوتے، ہر ملک، مذہب، نسل، ثقافت اور طبقے کے لوگ ایک بدیہی حقیقت نظرانداز کردیتے ہیں

---

* معروف تجزیہ نگار روزنامہ ''دنیا''

یہ کہ باقی تمام معاملات تو اپنی اپنی جگہ مگر ماحول کا معاملہ ایسا ہے جسے کوئی بھی نظر انداز نہیں کرسکتا، ماحول سب کا مشترکہ اثاثہ اور میراث ہے، کرہ ارض کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ ہم سب کا مقدر ہے، اِس میں ہم سب کا حصہ ہے، ہم سبھی مل کر پورے کرہ ارض کے ماحول کو خرابیوں سے دوچار کر رہے ہیں، یہ خرابیاں چونکہ پلٹ کر ہماری طرف آتی ہیں اور ہماری زندگی میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں اس لیے اِن سے صرفِ نظر ممکن نہیں، پوری دنیا کے انسانوں نے ماحول سے جو کھلواڑ کیا ہے اس کے منطقی نتیجے کے طور پر موسموں کا پیٹرن تبدیل ہوگیا ہے، جہاں بارشیں نہیں ہوتی تھیں وہاں بے حساب بارشیں ہو رہی ہیں، جہاں کبھی برف نہیں گرتی تھی وہاں خوب برفباری ہو رہی ہے، کہیں ایسی گرمی پڑ رہی ہے کہ انسان پگھل جائے اور کہیں خون منجمد کردینے والی سردی پڑ رہی ہے، ہر معاملہ اپنی انتہا کو چھو رہا ہے، موسمی تبدیلیاں اِتنی خطرناک شکل اختیار کرچکی ہیں کہ تمام تنازعات کو ایک طرف ہٹا کر دنیا بھر کی حکومتوں کو ایک پلیٹ فارم پر آجانا چاہیے، زمین کو بچانے کا پلیٹ فارم! زمین کو پہنچنے والا نقصان سب کا نقصان ہے، یہ سوچ جب تک عام نہیں کی جائے گی تب تک بات نہیں بنے گی۔ ہم یومیہ بنیاد پر ایسا بہت کچھ کرتے ہیں جو ماحول کو زیادہ سے زیادہ گندا کرتا رہتا ہے، عام آدمی کو ماحول کا تحفظ یقینی بنانے کیلئے بہت کچھ سکھانے کی ضرورت ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی سرگرمیوں سے ماحول کو کس حد تک نقصان پہنچ سکتا ہے جو پہنچ رہا ہے، جب نقصان کا اندازہ ہوگا تو انسان ماحول کو محفوظ رکھنے کے حوالے سے سوچ کو بھی پروان چڑھائے گا اور اس حوالے سے کچھ کرنے پر کمربستہ ہوگا۔

ماحول کو پہنچنے والے نقصان کی کئی جہتیں ہیں، دنیا بھر میں جاری صنعتی عمل بھی ماحول کو گندا کرتا رہتا ہے، بڑے ادارے اپنی فیکٹریوں اور پلانٹس سے نکلنے والے کچرے کو ڈھنگ سے ٹھکانے نہیں لگاتے، قوانین موجود ہیں کہ صنعتی کچرا معقول حد تک ٹریٹمنٹ کے بعد ٹھکانے لگایا جائے گا مگر بالعموم ایسا کیا نہیں جاتا کیونکہ سب کو اخراجات کا گراف نیچے رکھنے کی فکر لاحق رہتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ بچت کے چکر میں ماحول کا بیڑا غرق ہوتا ہے تو ہوتا رہے، یہ تو ہوا صنعتی اداروں کا معاملہ۔

تجارتی ادارے بھی اپنا کچرا ڈھنگ سے ٹھکانے نہیں لگاتے، سارا کچرا جمع کرکے یا تو آگ لگادی جاتی ہے یا پھر اِدھر اُدھر، کسی خالی پلاٹ پر یا کھیل کے میدان میں پھینک دیا جاتا ہے، بہت سوں کا یہ حال ہے کہ سڑک پر ہی کچرا پھینک دیتے ہیں۔ جن تجارتی مراکز کا ہر دکاندار یومیہ دس بارہ ہزار تک کماتا ہے ان مراکز کے دکاندار بھی مل کر کوئی ایسا انتظام نہیں کرتے کہ کچرا ڈھنگ سے ٹھکانے لگایا جاتا رہے اور صفائی کا معاملہ درست رہے، صرف پیسہ کمانے پر توجہ رہتی ہے، بعض دھندوں میں کچرا اچھا خاصا پیدا ہوتا ہے مگر اسے خاصی بے عقلی اور بے حسی کے ساتھ ٹھکانے لگایا جاتا ہے، لکڑی کے

کارخانے بہت بڑے پیمانے پر برادہ پیدا کرتے ہیں، برادہ اُڑ اُڑ کر آس پاس کے گھروں، دکانوں اور دیگر عمارتوں کے مکینوں کو شدید متاثر کرتا رہتا ہے، جہاں زیادہ آرا مشینیں لگی ہوں وہاں کے لوگ سانس لینے میں دشواری محسوس کرنے لگتے ہیں، بہت سے ٹھیلے والے اپنا مال بیچنے کے بعد کچرا وہیں چھوڑ کر چل دیتے ہیں۔ اس طرح کا کچرا سڑک کو گندا کرنے کے ساتھ ساتھ صحتِ عامہ کے مسائل بھی پیدا کرتا ہے، بعض ٹھیلے والے پھل بیچنے کے بعد سڑے ہوئے پھل وہیں پھینک کر چل دیتے ہیں، یہ بہت چھوٹے معاملات ہیں مگر جب ہزاروں افراد ہر روز ایسا کریں تو ماحول کو خراب ہونے سے بچایا نہیں جاسکتا، ماحول کی ابتری ہی کے نتیجے میں موسموں نے انتہائی شکل اختیار کی ہے، انسانوں میں پائی جانے والی انتہا پسندی اب موسموں میں بھی در آئی ہے، وہ بھی حد سے گزر جانے پر آمادہ دکھائی دینے لگے ہیں۔ دنیا بھر کی حکومتوں کو اس حوالے سے فوری طور پر کچھ کرنا ہے، ماحول کو مزید خراب ہونے سے روکنا اور اب تک پیدا ہونے والی خرابیوں کا ازالہ لازم ہے، یہ کام راتوں رات نہیں ہوسکتا۔ سوال صرف وسائل کا نہیں سوچ کا بھی ہے، سچ تو یہ ہے کہ سوچ پہلے نمبر پر ہے، دنیا کے ہر انسان کو یہ یقین دلانے کی ضرورت ہے کہ وہ ماحول کو جتنا بھی نقصان پہنچا رہا ہے وہ پلٹ کر آئے گا اور اسے بھی نقصان سے دوچار کرے گا، بڑے صنعتی اور تجارتی اداروں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ کچرا ڈھنگ سے ٹھکانے نہ لگانے کی صورت میں پورے کرہ ارض کو نقصان پہنچتا ہے، دیہی علاقوں میں ایندھن کے طور پر لکڑی جلانا عام ہے، یہ عمل بہت بڑے پیمانے پر تو بہت سے علاقوں بلکہ ممالک کے لیے مسائل کھڑے کرتا ہے۔ بھارتی صوبوں پنجاب اور ہریانہ میں ہر سال نئی فصل کی بوائی کے لیے پرانی فصل کے کچرے کو آگ لگانے کے عمل سے اتنے بڑے پیمانے پر دھواں پیدا ہوتا ہے کہ دھند کے ساتھ مل کر یہ دہلی اور لاہور تک قیامت کا سماں پیدا کردیتا ہے، پنجاب میں ہر سال سردیوں میں لوگوں کے لیے سانس لینا بھی دوبھر ہو جاتا ہے، یہ سب فضا کے ہاتھوں ہوتا ہے، زمین پر پایا جانے والا کچرا بھی کم ستم نہیں ڈھاتا، صفائی کا انتظام ناقص ہونے کے باعث پھلوں، سبزیوں اور دیگر اشیائے خور ونوش کے کچرے سے اٹھنے والا تعفن بھی کسی سے پیچھے نہیں رہتا، وقت آگیا ہے کہ ماحول کے بارے میں سنجیدہ ہوا جائے، پاکستان میں بھی اس حوالے سے حالات اچھے نہیں کراچی اور دیگر بڑے شہروں میں صفائی کا ناقص اور غیر معیاری انتظام ماحول کو آلودہ کرکے صحتِ عامہ کے مسائل کھڑے کر رہا ہے، کراچی کنکریٹ کی عمارتوں کے جنگل میں تبدیل ہوگیا ہے جہاں درخت ہوا کرتے تھے وہاں لوگوں نے پان کے کیبن وغیرہ لگا کر دھندا شروع کردیا ہے۔ اب آنگن ختم کرکے ایک آدھ کمرا بنا کر کرائے پر چڑھانے کو ترجیح دی جارہی ہے۔ ایسے میں بہتری کی کیا امید رکھی جاسکتی ہے؟

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی سال ۴۴-۱۴۴۳ھ (۲۰۲۳ء-۲۰۲۲ء) کا آغاز

دارالعلوم حقانیہ میں (۵۷ویں) نئے تعلیمی سال ۴۴-۱۴۴۳ھ (۲۰۲۳-۲۰۲۲ء) کا باقاعدہ آغاز بروز بدھ ۱۸رمئی ۲۰۲۲ کو دارالحدیث ہال میں درس ترمذی شریف سے ہوا، تقریب میں تمام اساتذہ، منتظمین اور قدیم و جدید طلباء نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب ایوان شریعت ہال میں صبح گیارہ بجے منعقد ہوئی، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ترمذی شریف سے باقاعدہ درس کا آغاز فرمایا اور طلباء کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس کے بعد نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے جدید طلباء کو جامعہ کے اصول وضوابط سے روشناس فرمایا۔ تقریب کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ کے خطاب اور پراثر دعا سے ہوا۔

امسال بھی الحمدللہ ہزاروں تشنگان علم ام المدارس جامعہ حقانیہ میں جوق در جوق تشریف لائے اور دو ہفتوں پر محیط داخلوں اور امتحانات کے سخت سلسلے کے بعد کامیاب طلباء کو داخلے دیئے گئے

جامعہ حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے تخصص فی الحدیث اور تخصص فی اللغۃ العربیہ کا قیام وافتتاح

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں بحمدللہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے کامیاب انعقاد کے بعد بروز پیر 23 مئی 2022ء کو جامعہ میں نئے تعلیمی شعبہ جات تخصص فی الحدیث وعلومہ اور تخصص فی اللغۃ العربیہ کا حضرت مہتمم مولانا محمد انوار الحق مدظلہ کی زیرسرپرستی اور حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ کے زیرِ نگرانی اجرا ہوا، افتتاحی تقریب میں دارالعلوم کے اساتذہ کرام جن میں حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا امجد علی شاہ، مولانا سلمان الحق، مولانا عرفان الحق، شیخ محسن الرفاعی لبنانی (مشرف تخصص فی اللغۃ العربیہ)، مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی (مشرف تخصص فی علوم الحدیث)، مفتی اجمل غنی، مولانا حزب اللہ حقانی، مفتی یاسر نعمانی، مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع، مولانا بلال الحق، مولانا محمود الحسن، مولانا حبیب اللہ حقانی اور دیگر شعبہ جات کے ناظمین بھی شریک تھے۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۱۰رمئی: شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب وفاق المدارس العربیہ کے عاملہ اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔

۱۶مئی: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ دارالعلوم ترنگزئی چارسدہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دورہ حدیث کے اسباق کا افتتاح فرمایا اور وہاں تفصیلی خطاب بھی فرمایا۔

حضرت نائب مہتمم صاحب کی مصروفیات

۲۷راپریل: دارالحفظ والتجوید جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں حسب سابق امسال بھی ماہ مقدس رمضان المبارک کے دوران صلوٰۃ تراویح میں حفاظ کرام نے کل ۱۵قرآن مجید کے ختمات کئے ۔اختتامی تقریب ۲۷ررمضان المبارک کو دارالحفظ میں منعقد ہوئی، نائب مہتمم حضرت مولانا حامدالحق صاحب مدظلہ نے تقریب سے خطاب فرمایا، حفاظ کرام کی حوصلہ افزائی کے لئے ان میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی دعا فرمائی۔

۳۰راپریل: جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں امسال بھی دوروزہ شبینہ میں ختم القرآن کا اہتمام ہوا۔گزشتہ چالیس سال سے شبینہ کے انعقاد کے روح رواں حافظ منظوراحمد صاحب نے اپنے دیگر رفقاء قاری محمد ظہور حقانی، قاری محمد سلمان حقانی اور قاری محمد زکریا حقانی کے ہمراہ یہ سعادت حاصل فرمائی۔اختتامی تقریب سے نائب مہتمم حضرت مولانا حامدالحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

۲رمئی: مرکزی عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں نماز عید الفطر کا اجتماع منعقد ہوا ہمیشہ کی طرح امسال بھی ہزاروں افراد نے شرکت کی ،مرکزی عیدگاہ کی تنگی کے سبب جامعہ حقانیہ کے سبزہ زار، راستے اور جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کھچا کھچ بھری رہی،نماز عید کے اجتماع سے والد محترم نائب مہتمم حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ نے تفصیلی اور اہم خطاب فرمایا۔آخری اور کلیدی خطاب مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے فرمایا۔

۴رمئی: ملک بھر سے جامعہ حقانیہ، خاندان حقانیہ سے عقیدت و محبت رکھنے والے اور جمعیت علمائے اسلام کے کارکنان اور عمائدین علاقہ عید مبارکباد کی غرض سے جامعہ حقانیہ تشریف لائے اور حضرت مولانا حامدالحق ،حضرت مولانا انوارالحق ،مولانا راشدالحق صاحبان سے ملنے تشریف لائے۔

۵رمئی: وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے پاکستان میں سود کے خاتمے کے فیصلے پر جہاں ملک بھر میں خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا وہاں جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں نے بھی اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیا۔حضرت مولانا حامدالحق صاحب مدظلہ امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان نے اپنے جاری بیان میں اس فیصلے کو انتہائی خوشگوار اور باعث مسرت قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس فیصلے پر یقینی عمل درآمد کروا کر پاکستان کو سود جیسی لعنت سے نجات دلائے۔

۱۸۔۱۹مئی: والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں انہوں نے کونسل کے اہم اجلاس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

وفیات : ۲رمئی : حضرت مہتمم صاحب مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خادم خاص الحاج وزیر محمد مرحوم کے جنازہ کے لئے شیرگڑھ تشریف لے گئے اور جنازہ پڑھایااور جملہ پسماندگان سے تعزیت کی۔ ۵رمئی: جامعہ حقانیہ کے قدیم محبّ اور معاون حاجی مسکین کی وفات پر ان کی رہائش گاہ حضرو ضلع اٹک تشریف لے گئے جہاں ان کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔

۹رمئی : جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ممتاز مبلغ ومقرر حضرت مولانا مفتی سردار علی حقانی شہید کی ناگہانی وفات جہاں اہل علم کے لئے باعث صدمہ تھی وہاں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے لئے بھی باعث رنج وغم ٹھہری ،اس غم کی گھڑی میں جامعہ حقانیہ کے شیوخ واساتذہ بالخصوص حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم حضرت مولانا حامدالحق صاحب مدظلہ تعزیت کے لئے ان کی رہائش گاہ تشریف لے گئے جہاں ان کے والد، برادران اور صاحبزادوں سے تعزیت کی۔

۱۰رمئی: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم خادم حاجی محمد شریف طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپ پچیس تیس برس دارالعلوم کی شب وروز خدمت میں مصروف رہے،اللہ تعالیٰ نے محنت اور خدمت کا بے پناہ جذبہ عطا فرمایا تھا،تمام شعبوں میں آپ نے ان تھک خدمت کی ہے۔عرصہ دراز سے مختلف عوارض اور بیماریوں میں مبتلا تھے،اللہ تعالیٰ جامعہ کی خدمات کے عوض ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ آپ کی نماز جنازہ نائب مہتمم حضرت مولانا حامدالحق مدظلہ کی اقتداء میں جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں ادا کی گئی۔اہل علاقہ سمیت کثیر تعداد میں علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

۲۰رمئی: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مجلس شوریٰ کے رکن الحاج دلاور خان آف شیدو وفات پا گئے ، ان کا جنازہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ والدمحترم مولانا حامدالحق حقانی صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ نے بھی ان کے جنازے میں شرکت کی۔اسی طرح جامعہ اسلامیہ عربیہ شیرگڑھ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد احمدؒ کی اہلیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد قاسم مدظلہ کی والدہ ماجدہ بھی بقضائے الٰہی وفات پا گئیں ۔مرحومہ انتہائی صالحہ،عابدہ خاتون تھیں۔ان کے صاحبزادے اور ان کی دینی خدمات مرحومہ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے جامعہ میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

مبصر مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● حقیقت ایمان (حصہ سوم) مرتب: مولانا حافظ سید لیاقت علی شاہ نقشبندی

ضخامت: ۱۲۴۰صفحات ناشر: مکتبہ غفوریہ نزد جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی، 03003376391

مولانا حافظ سید لیاقت علی شاہ نقشبندی غفوری صاحب جید عالم دین اور ممتاز روحانی پیشوا ہیں، جامعہ اسلامیہ درویشیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث بھی ہیں، تصوف وسلوک میں سلسلہ نقشبندیہ غفوریہ سے منسلک ہیں اور مریدوں کی روحانی تربیت کرتے ہیں، طہارت باطن چونکہ تصوف کا موضوع ہے، اسی سے ایمان بھی بڑھتا ہے، اس وجہ سے مولانا موصوف نے ''حقیقت ایمان'' کے نام سے ایک سلسلہ شروع فرمایا جس کا پہلا حصہ ۳۲۸ صفحات پر مشتمل فروری ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا، دوسرا حصہ مئی ۲۰۰۷ء میں ۲۰۰ صفحات پر مشتمل طبع ہوا، اب کے بار ۱۲۴۰صفحات پر مشتمل تیسرا حصہ شائع فرمایا ہے، اس حصہ میں تین ابواب ہیں، جس میں مختلف فصلیں قائم کرکے مؤلف نے اپنے موضوع کو آگے بڑھایا ہے، اجزائے ایمان، فروع ایمان، لوازمات ایمان، ثمرات ایمان، شرائط ایمان، فوائد ایمانی، نتائج ایمان اور مناقبات ایمان جیسے اہم عنوانات وموضوعات پر خوب بحث فرمائی ہے، ہر عبارت باحوالہ ہے، آیات واحادیث کی تخریج بھی کی گئی ہے، کتاب ہر لحاظ سے نافع ہے، علماء طلبہ عوام الناس اور سالکین طریقت کے لئے یکساں مفید ہے، البتہ اگر اسے دو جلدوں چھاپ دیتے تو اچھا ہوتا، کتاب کا حسن بھی باقی رہتا۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

● الاحادیث القدسیة و مباحثها الضروریة مرتب: مولانا آصف محمود

ضخامت: ۱۱۶صفحات رابطہ نمبر: 0345-0310398

حدیث قدسی علم الحدیث کی اصطلاح میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم روایت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرماتے ہیں، حدیثِ قدسی میں اللہ رب العزت کیلئے ''متکلم'' کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے، احادیث مبارکہ

تمام کے تمام کتاب اللہ کی تشریح، تفسیر اور توضیح کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اس میں کثیر تعداد وہ روایات ہیں جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں جسے احادیث نبویہ کہا جاتا ہے جبکہ ایک اور ایک قسم وہ روایات ہیں جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی جانب منسوب کیا ہے اسی نسبت کی وجہ سے ان روایات کو ایک خاص قسم کا تقدس حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس کو احادیث قدسیہ بھی کہا جاتا ہے، احادیث قدسیہ علم الحدیث کی چھوٹی بڑی کتابوں میں جابجا موجود ہیں اور اہل علم نے اس بکھرے احادیث کو یکجا کر کے مستقل کتابیں تیار کرنے کیلئے مختلف زمانوں میں مختلف اسالیب سے نہایت عرقریزی سے کام کیا ہے اور کافی بڑا ذخیرہ مرتب کیا جا چکا ہے، اُن میں سے کچھ تو ایسی ہیں جن میں صرف روایات مذکور ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن میں روایات اپنے اصل مصادر کے حوالہ جات کے ساتھ مذکور ہیں اور اس سلسلہ میں تا ہنوز کام جاری ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''الاحادیث القدسیة و مباحثها الضروریة'' بھی اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی ہے جسے جامعہ عثمانیہ پشاور کے فاضل، جید عالم دین مولانا آصف محمود نے مرتب کیا ہے، جس میں انہوں نے تین ابواب قائم کی ہے، باب اول میں احادیث قدسیہ سے متعلق اہم اور ضروری مباحث پر نہایت اختصار مگر جامعیت کے ساتھ مدلل انداز میں سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے، حصہ دوم میں چالیس ایسی احادیث قدسیہ کو بمع سلیس اردو ترجمہ کے ذکر کیا ہے جو مختلف موضوعات سے تعلق رکھتا ہے جبکہ باب سوم میں درس نظامی میں پڑھائی جانے والی کتب حدیث میں موجود احادیث قدسیہ کا ایک شاندار اشاریہ طلباء کی سہولت کے لئے مرتب کیا ہے، یقیناً یہ اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش، ایک شاندار گلدستہ اور ایک انمول تحفہ ہے احادیث مبارکہ سے مناسبت رکھنے والے اہل علم کیلئے ایک مفید اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔

● **نقوش اسلام** تالیف: شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی

ضخامت: ۴۶۴ صفحات ناشر: مکتبہ رشیدیہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان رابطہ نمبر: 03226102570

شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب عصر حاضر میں ایک معروف علمی و روحانی شخصیت ہیں جو محتاج تعارف نہیں، آپ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان کے مہتمم و شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ فاروقیہ کے ترجمان مجلّہ ماہنامہ ''صدائے فاروقیہ'' کے مدیر بھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تدریس اور خطابت کے علاوہ حسن تحریر کی صلاحیت سے بھی نوازا ہے، آپ ایک اچھے مصنف اور صاحب اسلوب قلم کار ہیں، آپ کے مضامین وقتاً فوقتاً ملک کے مختلف جرائد، اخبارات اور مجلّہ

''صدائے فاروقیہ'' میں چھپتے رہتے ہیں، ان کے اندازِ تحریر میں پختگی، سلاست اور شگفتگی جلوہ افروز نظر آتی ہے جو عوام اور خواص کے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہیں، موصوف کی تحریریں مختلف موضوعات پر ہوتی ہے جن سے اہل علم اور عامۃ الناس دونوں یکساں طور پر استفادہ کرسکتے ہیں، آپ کی مضامین سینکڑوں کی تعداد میں ہے جو اہل علم سے دادِ تحسین وصول کرچکے ہیں، آپ کی تحریریں مختلف جرائد اور اخبارات میں بکھرے پڑی تھی، دوست اور احباب کے ایماء وتحریک پر انہوں نے ان تمام مضامین کو یکجا کتابی صورت میں شائع کرنے کا تہیہ کرکے منظر عام لانے کا عزم کیا اور اس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یہ تحریریں مختلف موضوعات پر مختلف ناموں سے مختلف مجموعوں کی صورت میں مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی ۔

زیر تبصرہ کتاب ''نقوش اسلام'' بھی انہی مجموعوں میں سے ایک ہے جو تین بنیادی موضوعات، عناوین اور ابواب پر مشتمل ہے جس میں سے پہلا باب ''سیرت طیبہ اور متعلقات سیرت'' ہے، دوسرا باب ''اخلاق واعمال'' ہے جبکہ تیسرا باب ''بحث ونظر'' کے عنوان سے معنون ہے، تین ابواب اور چھپن مضامین پر مشتمل یہ مجموعہ اسلامی افکار، سیرت طیبہ، تربیت نفس اور اصلاح معاشرہ پر ایمان افروز اور دلنشین مضامین کا مرقع ہیں، اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے۔عامۃ الناس اور خواص یکساں طور پر اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔(مبصر:مولانا اسامہ سمیع)

- **معلم العربية للطلبة الناشئين والمبتدئين** مؤلف:ابوخزیمہ حق نواز الاٹکی

ضخامت:۱۳۶صفحات ناشر:المکتبہ المحمودیہ رابطہ نمبر 0315- 0550958

دنیا کی تمام زبانوں میں عربی زبان ایک زندہ اور پائندہ، اہمیت اور فضیلت والی زبان ہے، اس کی فضیلت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ کلام الٰہی کی زبان ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور اہل جنت کی بھی یہی زبان ہوگی، اس زبان کو سمجھنے اور بولنے والے دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں، عربی زبان وادب کو سیکھنا اور سکھانا ایک دینی وانسانی ضرورت ہے کیونکہ انسانیت کے نام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام قرآن کریم ہے اور اس کی زبان بھی عربی ہے، عربی زبان معاش اور معاد دونوں کی زبان ہے، اس زبان کی نشر واشاعت اور حفاظت ہمارا مذہبی فریضہ ہے، اس کی ترویج واشاعت میں مدارس عربیہ اور عصری جامعات کا اہم رول ہے، دنیا کی دیگر زبانوں پر بھی عربی کے اثرات بہت نمایاں ہے، برصغیر پاک وہند کا عربی زبان وادب سے ہمیشہ تعلق رہا ہے، یہاں عربی میں بڑی اہم کتابیں لکھی گئیں اور دینی مدارس نے اس کی تعلیم وتعلم کا بطور خاص اہتمام

کیا، اس سلسلے میں مختلف انداز اور اسالیب میں بڑے پیمانے برصغیر پاک و ہند کے اہل علم وقلم نے بے پناہ خدمات انجام دی ہے اور اس زبان کو سہل سے سہل انداز میں سکھانے کے لئے کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

زیر تبصرہ کتاب معلم العربية للطلبة الناشئين والمبتدئين بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے جامعہ دارالعلوم کراچی کے جید فاضل اور جامعہ محمدیہ اسلام آباد کے قابل مدرس مولانا ابوخزیمہ حق نواز اٹکی نے مرتب کیا ہے، جس میں انہوں مختلف موضوعات پر مکالمہ (حوارات) کی صورت میں نہایت مختصر مگر جامع انداز میں جملے پیش کی ہیں، آسان تعبیرات طلبہ کی آسانی اور سہولت کے لئے لائے ہیں، سوال و جواب کی صورت کو اختیار کیا چونکہ یہ انداز جلد ازبر ہو جاتا ہے، حاشیہ میں مشکل الفاظ کا اردو ترجمہ اور معانی بھی ذکر کئے ہیں، تین ابواب پر مشتمل اور بہت ساری خصوصیات کی حامل ایک شاندار تصنیف ہے اور اپنے موضوع پر انتہائی مفید کتاب ہے جو عربی زبان وادب کی نشر واشاعت اور زبان کی حفاظت کے پیش نظر لکھی گئی ہے، عربی زبان سیکھنے کے حوالے سے یہ ایک اچھی کاوش اور دینی مدارس، سکول اور کالجوں کے ابتدائی کلاسوں میں پڑھائے جانے کی قابل کتاب ہے۔ (آمین)

- **محمد علی جناح: ایک اسلامی مطالعہ** مرتب: مولانا نور اللہ رشیدی

ضخامت: ۳۴۸صفحات ناشر: النور ریفارمنگ سینٹر اسلام آباد رابطہ نمبر: 03002475468

عالم اسلام میں بہت ساری ایسی شخصیات گزری ہیں جن کو بعض اہل علم و تاریخ نے ان کی شخصیت، نظریات، آراء اور افکار کو ملحوظ رکھتے ہوئے تنقید کا نشانہ بنایا اور ان کی رد میں کثرت سے کتابیں ومضامین لکھے، تاہم ایک طبقہ نے اُنہی شخصیت کو بے حد سراہا، ان کی شخصیت، نظریات، آراء اور افکار کی تائید کی اور اس کے حق میں کتابیں ومضامین لکھے، انہی شخصیات میں سے بانی پاکستان محمد علی جناح کی شخصیت بھی ہیں جن کو تنقیدی اور تائیدی دونوں قسم کے اہل علم وقلم سے پالا پڑا، ان پر بعض اہل علم نے بہت ساری تنقیدی کتابیں، مقالات اور مضامین لکھے اور بعض نے ان کی تائید کر کے ان کو قومی ریاست پاکستان کا ہیرو قرار دیا اور ان کی حمایت میں کتابیں، مقالات اور مضامین لکھے۔

زیر تبصرہ کتاب ''محمد علی جناح: ایک اسلامی مطالعہ'' مؤخر الذکر طبقہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھی گئی ہے جس میں بانی پاکستان محمد علی جناح کی شخصیت، زندگی، خدمات اور ان کی اسلامیت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، فاضل مؤلف مولانا نور اللہ رشیدی نے اس کتاب میں بانی پاکستان کی

اسلامیت کو ثابت کرنے کے لئے ان کی مختلف تقریروں سے اقتباسات پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ایک قومی ریاست پاکستان کو وجود میں لانے کے لئے بانی پاکستان کی کوششوں اور جدو جہد کو اجاگر کرتے ہوئے ان کی قربانی کا تذکرہ کیا ہے۔ فاضل مصنف نے اپنے موقف اور نقطہ نظر کو انتہائی سہل انداز میں پیش کیا اور نہایت عرق ریزی کے ساتھ جامع کتاب مرتب کی ہے، فاضل مؤلف مولانا نور اللہ رشیدی کی اس قبل بھی کئی کتابیں منظر عام پر آکر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں اور یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے، بانی پاکستان کے احوال سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک بہترین مجموعہ ہے۔

- **تذکرہ شیخینؒ** بحسن اہتمام: پیر طریقت حضرت مولانا اعزاز الحق شمس نقشبندی

مرتب: جناب حمداللہ یوسفزئی ضخامت: ۴۱۰ صفحات ناشر: خانقاہ نقشبندیہ شمسیہ شاہ منصور صوابی 0316-9108345

شاہ منصور صوابی علمی و روحانی اعتبار سے ایک زرخیز اور مردم خیز علاقہ ہے کئی علمی و روحانی شخصیات نے اس سرزمین میں جنم لیا، جن میں حضرات شیخین شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الٰہیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الہادیؒ مثل آفتاب ومہتاب ہیں، حضرت شیخینؒ نے علوم و فنون، حدیث مبارکہ اور شریعت وطریقت کی خدمت جس انداز میں فرمائی ان کی نظیر ملنا اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے، آپ دونوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جو خیر پہنچائی یہ ان کی عنداللہ قبولیت و مقبولیت کی نشانی ہے، ضرورت تھی کہ ان حضراتؒ ان کے اساتذہ کے حالات کا مختصر تذکرہ لکھا جائے، چنانچہ جناب حمدللہ یوسفزئی نے شیخ طریقت حضرت مولانا اعزاز الحق شمس نقشبندی مدظلہ کی سرپرستی و نگرانی میں کام شروع کیا، حضرات شیخینؒ کے ہمعصر علماء، شاگردوں اور مریدوں کے علاوہ آپ کی اولاد کے مضامین تعزیتی شذرات اور مرثیے جمع کئے، اسے نہایت خوبصورت انداز سے موتیوں کی مالا میں پیرو دیا اور بہترین انداز میں شائع کر کے اپنے قارئین سے داد تحسین بھی حاصل کی۔ اب یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے جسے حضرت مولانا اعزاز الحق مدظلہ کے ہونہار روحانی فرزند، خادمِ خاص اور خانقاہ شریف کے منتظم مولانا حسین الرحمٰن اعزاز نے اعلیٰ کاغذ اور بہترین طباعت و مضبوط جلد بندی کے ساتھ شائع کر کے حضرات شیخین کے تلامذہ، متعلقین، مریدین اور معتقدین پر احسان کیا۔

یاد رہے کہ مصنف کتب کثیرہ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ بھی اپنے مخصوص انداز میں ''مرج البحرین'' کے نام سے حضرات شیخینؒ کا تذکرہ وسوانح لکھ چکے ہیں (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

عظیم خوشخبری

علمِ حدیث کے اساتذہ کرام اور طلبہ کے لئے

عظیم خوشخبری

شیخ الحدیث و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی "صحیح بخاری" کی تقریر

دو عشروں پر محیط تدریسِ بخاری کے تجربات و مطالعے کا نچوڑ

معارفُ البخاری

کے نام سے طبع ہونا شروع ہو چکی ہے، الحمد للہ اس سلسلے میں کتاب المغازی کی ابتدائی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جس میں استاذِ محترمؒ کے بیس سالہ تدریسِ بخاری کے دروس، تجربات و مطالعہ کا نچوڑ، احادیث کی مکمل تشریح، رواۃ کے حالات، قدیم و جدید فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگی کے عملی نمونے اور معاشرتی اصول بیان کیے گئے ہیں۔

پہلی جلد: غزوۂ عشیرہ، غزوۂ بدر، غزوۂ بنو نضیر، غزوۂ احزاب، غزوۂ بنو قریظہ، غزوۂ ذات الرقاع، غزوۂ بنو مصطلق کے متعلق واردشدہ صحیح بخاری کی احادیث کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہے جبکہ:

دوسری جلد: صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، غزوۂ تبوک، حجۃ الوداع، مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفات تک کے ابواب و مباحث پر مشتمل ہے۔

تقریظ و تعارفی کلمات

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

اِدارۂ اسلامیات

کراچی — لاہور

اساتذہ و طلبہ کی آسانی کے لئے اعلیٰ و عام دو ایڈیشن 55% خصوصی رعایت کے ساتھ مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

رابطہ: پی ٹی سی ایل نمبر: 021-32722401 موبائل / واٹس ایپ: 0343-2491655

Reged No.p-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا، 3 منزلہ کشادہ ہال، گیلریاں، وسیع صحن
تین اطراف سے برآمدے، بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام،
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

الائیڈ بینک جہانگیرہ۔ اکاؤنٹ نمبر:
برانچ کوڈ (0123)0001003536384001 2

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔